REGD. NO. P. 67 PHONE NO. 35

مصلح موعود نمبر

12th–TABLIGH 1349
12th–FEBRUARY 1970

زرِ اشتراک
سالانہ .... ۱۰ روپے
ممالکِ غیر .... ۲۰ روپے

جس نے ہر سانس لیا دینِ محمدؐ کے لئے
جس نے بتلایا کہ باطل کی حقیقت کیا ہے

شبیہِ مبارک
حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی پر شوکت الہامی عبارت

رقم فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب، اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ ... اس کے ساتھ فضل ہے، جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
جلد ۱۹ | شمارہ ۷، ۸
۵ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ | ۱۲ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش | ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کیلئے

الٰہی تقدیر کے زبردست تصرفات نے مادی اور رُوحانی نظاموں کو جداگانہ خطوط پر چلاتے ہوئے بھی دونوں کے درمیان جو مطابقت رکھی ہے اس کا مشاہدہ کر کے ہر نیک فطرت انسان اللہ تعالیٰ کی وراء الوریٰ صفات اور عظیم قدرتوں پر جی جان سے قربان ہو جاتا ہے۔

بارش برستی ہے تو اس سے پہلے گھنے بادلوں کی گھنگھور گھٹائیں تمام ماحول کو اپنے سیاہ آنچل سے ڈھانپ لیتی ہیں۔ کائنات کی ہر شئے تاریکی کے دبیز پردوں میں مستور ہو جاتی ہے۔ اسی ہیبت ناک تاریکی میں بادلوں کی دہلا دینے والی گھن گرج اور بجلیوں کی چونکا دینے والی کڑک ایک ایسا سماں پیدا کر دیتی ہے کہ خوف و ہراس کے باعث دل بیٹھے جاتے ہیں ــــ لیکن ان رُوح فرسا تاریکیوں اور ہیبت ناک شور و شر کی آوازوں کے ہوتے ہوئے بھی ایک مبہم سی اُمید ہوتی ہے جو ہر آن انسان کو یہ ڈھارس بندھاتی رہتی ہے کہ ؎

مانا کہ شبِ غم طولانی تاریکیٔ شب گھمبیر بھی ہے!
ہر ایک اُجالے کو ہم نے سیاہی سے اُبھرتے دیکھا ہے!

ٹھیک اسی طرح خدا تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین کی آمد بھی بارانِ رحمت کا نزول ہوتی ہے۔ ان کی بعثت سے قبل انسانی معاشرہ اپنی بدکرداریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے اسی طرح تاریک اور سیاہ ہو جاتا ہے جیسے گناہ و عصیان کے بادل اُمڈ آئے ہوں۔ ان کی آمد پر معاندین حق و صداقت اسی طرح طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہیں جیسے بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک۔

۱۳ اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب بھی تاریخ احمدیت میں یاس و امید اور انتشار و اتحاد کا ایک ایسا ہی سنگم تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندوہناک وصال اور حضرت مولانا نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو ابھی چھٹا سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ کشتیٔ احمدیت کا ناخدا گلشنِ احمد کا باغبان اور قوم احمد کا روحانی پیشوا اس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی کی آغوشِ رحمت میں جا آباد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات تاریخ احمدیت کا کوئی معمولی واقعہ نہ تھی بلکہ ایسا سانحۂ عظیم تھا جس نے آن واحد میں دنیائے احمدیت کو رنج و غم کی عمیق گہرائیوں میں دھکیل دیا۔ یہ نہیں کہ مٹھی بھر جماعت کے یہ غم زدہ افراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت و تائیداتِ غیبیہ سے مایوس ہو چکے تھے۔ لاریب ان کے دلوں میں خدائی وعدوں پر ایمان کامل اور یقین محکم موجود تھا۔ البتہ جماعت کے اندر ہی سے اُٹھنے والے ایک خطرناک فتنے اور بیرونی دشمنوں کی معاندانہ سازشوں کو دیکھتے ہوئے وقتی طور پر ان کے دل بیٹھے جاتے تھے۔ اور یہی چیز تھی جو انہیں بچوں کی طرح رونے اور بلکنے پر مجبور کر رہی تھی ــــ مخالفین نے یقین کر لیا کہ اب اس قوم کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اس کی جماعتی وحدت پارہ پارہ ہو جائیگی۔ اور یہ جماعت بھی دیگر اداروں کی طرح ایک تجارتی ادارہ بن جائے گی ــــ لوگ کہتے تھے کہ نور الدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بزرگ تھا، دانا و زیرک تھا۔ تجربہ کار تھا۔ اب کون ہے جو اس نوخیز چھوٹی سی جماعت کی وحدت کو قائم رکھتے ہوئے اسے ترقی کی راہ پر گامزن کر سکے گا ــــ ابھی بیرونی بدخواہ دشمنوں کی یہ آوازیں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح کانوں میں پڑ رہی تھیں کہ خود اندر ہی اندر پنپنے والے کچھ سازشیوں نے اپنے اثر و رسوخ، عزت و اقتدار، دولت و ثروت اور نام نہاد علم و فضل کے بل بوتے پر خلافت علیٰ منہاج نبوت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا۔

سوچئے تو سہی! وہ گھڑی افرادِ جماعت کے لئے کس قدر صبر آزما اور ابتلاء انگیز ہوگی۔ ایک طرف ان کے پیارے امام کا جنازہ پڑا تھا۔ تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائی ہوئی صداقت اور اس صداقت کی حامل جماعت میں تفرقہ و انتشار کے خطرات اُبھر رہے تھے۔ درحقیقت ایک ہیبت ناک تاریکی تھی جو ہر چہار سُو اپنی تمام تر نحوستوں کے ساتھ مسلط تھی۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے ذوالعرش کے حضور ماتم کناں ہو۔ اور اسی تاریکی میں ایک نوخیز اور کمزور جماعت کے دل برداشتہ افراد نگاہوں میں غم و اندوہ کے آنسو لئے اور دلوں میں نصرت و تائید الٰہی کے وعدوں پر یقین کامل کی شمع فروزاں کئے ربّ العزت کے حضور سجدہ ریز تھے۔ فی الحقیقت وہ کٹھن وقت میدانِ حشر سے کم نہ تھا جس میں ہر احمدی کے رونے بلکنے اور گریہ و زاری کی دلخراش آوازیں ماحول کو اور زیادہ افسردہ بنا رہی ہوتی تھیں۔ اور یہ تمام مایوس کن حالات گویا پیش خیمہ تھے بارانِ رحمت کے اُن قطروں کا جو عنقریب خدائی تقدیر کے زبردست تصرفات کے ہاتھوں مومنین کے قلوب کو سکینت و اطمینان سے ہمکنار کرنے والے تھے ــــ رفتہ رفتہ یہ مُہیب تاریکی چھٹنے لگی اور ۱۴ مارچ کی وہ تاریخی صبح نمودار ہوئی جس نے دشمنوں کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کے ہاتھوں بنائی ہوئی اس رُوحانی جماعت کو پھر سے ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے ایک ایسی اولوالعزم شخصیت کو منتخب کیا جس کو اس کی قدرتیں پہلے سے ہی اس مہتم بالشان مقصد کے لئے نامزد کر چکی تھیں۔ یہ مقدس اور مبارک وجود وہی پسر موعود تھا جو مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت درجہ سوز و گداز اور درد و الحاح میں ڈوبی ہوئی شبانہ دعاؤں کے طفیل مہتم بالشان آسمانی بشارت کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ جس کا وجود ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں ایک روشن اور تابندہ نشان ہونے کے ساتھ ساتھ بذاتِ خود صفاتِ الٰہیہ کا مظہر تھا۔ **مظهر الحق والعلاء كأنّ الله نزل من السّماء۔**

حضرت اقدس مصلح موعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن مخدوش اور ناسازگار حالات میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے وہ کسی بھی احمدی سے پوشیدہ نہیں۔ مخالفین و معاندین کا وہ شور و غل ابھی تھمنے بھی نہ پایا تھا کہ خود جماعت میں سے نکلنے والے گروہ مخرجین نے خدا کی اس قدرت ثانی کو نگاہ تمسخر سے دیکھتے ہوئے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ جماعت کی قیادت کی اہم ذمہ داری ایک کمسن اور ناتجربہ کار انسان کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ جو ہنوز طفل مکتب ہے۔ اب اس جماعت کے تفرقہ و انتشار پذیر ہونے کی ساعت قریب آ گئی ہے۔

لیکن ــــ ابھی تھوڑا عرصہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ تمام دنیا نے دیکھا کہ گوناگوں مشکلات اور پے درپے مخالفتوں کے باوجود اس نوجوان کی اولوالعزمی، بے مثال قیادت اور تواتر کے ساتھ نازل ہونے والی تائیداتِ غیبیہ کے نتیجہ میں احمدیت کا پودا پہلے سے بھی کہیں زیادہ سرسبز و شاداب ہو رہا ہے جس کی جڑیں بزعمِ خود کھوکھلی کر کے وہ قادیان سے جا چکے تھے۔ اور پھر وہی لوگ جو کسی وقت یہ کہتے نہ تھکتے تھے کہ :-

(حضرت مصلح موعودؓ ۔ناقل) "کو ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔"

(پیغام صلح ۵ رمئی ۱۹۱۴ء)

بہت جلد یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ :-

"سوائے معدودے چند اشخاص کے میاں صاحب کے ساتھ ساری جماعت تھی۔"

(پیغام صلح ۲۳ راپریل ۱۹۳۷ء)

یہ تھا وہ اُولوالعزم مصلح موعود جس کا وجود خدائی رحمتوں اور برکتوں کی بارش بن کر جماعت کے غمزدہ اور مجروح دلوں پر برسا اور رُوح القدس کے ذریعہ انہیں سکینت بخشی۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا یہ باون سالہ بابرکت عہدِ خلافت تاریخ احمدیت کے ایک روشن اور سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے جو رہتی دنیا تک چشمِ بینا کے لئے سینکڑوں روشن نشانوں کا حامل رہے گا۔ وہ جسے غیر مبائعین کمسن اور ناتجربہ کار "بچہ" کہتے تھے وہ جلد جلد بڑھتا گیا اور وہ نُور جو اس کے آنے کے ساتھ آیا روز بروز تاریکیوں پر غالب آتا گیا۔ تا آنکہ وہ وقت بھی آ گیا جب تمام دُنیا نے مصلح موعود سے متعلق اس مہتم بالشان آسمانی بشارت کو اپنی پُوری تابانی کے ساتھ پُورا ہوتے ہوئے دیکھا کہ

"نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا...... اور

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۲۷ پر)

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ ر تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق مورخہ ۹ ر تبلیغ کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔

★ حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ

قادیان ۱۰ ر تبلیغ۔ محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور ناساز چلی آ رہی ہے۔ جملہ احباب جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۰ ر تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ بمع اہل و عیال خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

حضرت المصلح الموعودؓ کے رفیع الشان مقام سے متعلق

مہتم بالشان آسمانی بشارات

منقول از کتب و اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام!

پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت

"اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و افضل و اتم ہے"۔

(اشتہار ۲۲ر فروری ۱۸۸۶ء)

"اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت رُوح بھیجنے کا ارادہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے مُردوں کی بھی رُوح ہی دُعا سے واپس آتی ہے۔ اور اس جگہ بھی دعا سے ایک رُوح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے"۔ (ایضاً)

"صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے"۔

(اشتہار ۱۸ر اپریل ۱۸۸۶ء)

ولادتِ مصلح موعود کی میعاد

"ابھی تک جو ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ نہیں پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہٗ الٰہی ۹ سال کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا"۔

(اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء)

"الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمر میں فوت ہو جائیں گے دیکھو اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔ اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دُوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا دُوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدہ کا ٹلنا ممکن نہیں۔

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

مُصلح موعود کا الہامی نام

"مُصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دُوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے"۔

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

ولادتِ باسعادت، بچپن اور جوانی

"خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے"۔

(اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائیگا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوتے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جبکہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ تک پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائیگا...... چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے"۔

(سراج منیر صفحہ ۳۱)

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ۔ ناقل) کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترہویں سال میں ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶ مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء)

رُوح القدس کی برکات کا حامل اور خدا کا محبوب

"خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا جس میں رُوح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق والعلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶)

"پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا"۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۰۵)

مصلح موعود کو مثیل مسیح کا مرتبہ حاصل ہوگا

"اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالت موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں (مثلاً مسیح موعود کے دمشق میں نزول کی حدیث ۔ ناقل) محمول کیا جائے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ ممکن ہے خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہو...... اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۶ و ۴۱۸)

"خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کریگا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶)

مسیح موعود کا جانشین اور موعود خلیفہ

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ "محمود" (خواب میں مسجد دیکھنے کی تعبیر جماعت ہوتی ہے مطلب واضح ہے کہ مصلح موعود جماعت کا امام اور خلیفہ ہوگا۔ ناقل) تب میں نے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۰)

حدیث نبوی یتزوج و یولد لہ میں بیان کردہ پیشگوئی کی تشریح کرتے ہوئے حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ففی ھذہ اشارۃ الی ان اللہ یعطیہ ولدًا صالحًا یشابہ اباہ ولا یأباہ ویکون من عباد اللہ المؤمنین"۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

(یعنی اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود کو ایک فرزند صالح عطا فرمائیگا جو سیرت و صورت میں مسیح موعود سے مشابہ ہوگا اور اس کا منکر نہ ہوگا بلکہ خدا سے عزت یافتہ بندوں میں سے ہوگا ۔ ناقل)

"یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

"خدا تعالیٰ کے انزالِ رحمت اور روحانی رحمت کے بخشنے کیلئے بڑے عظیم الشان دو طریق ہیں اول یہ کہ کوئی مصیبت و غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے...... دُوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے...... سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے انزالِ رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے۔ سو وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہو کر بطور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا شفیع ٹھہر گیا۔ اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا...... دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا...... جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ یخلق اللہ ما یشاء"۔ (سبز اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء)

تبرکات

دعویٰ مصلح موعودؓ سے متعلق

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مکتوب گرامی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں جہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن اس وجہ سے بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایک موعود فرزند کی بشارت دی وہاں ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کا دن بھی اس جہت سے ایک خاص وقعت رکھتا ہے کہ اس روز خود حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باعلام الٰہی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کی صداقت پر خود اپنی زبانِ مبارک سے مہرِ تصدیق ثبت فرمادی۔ ذیل میں افادۂ قارئین کی غرض سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ایسے مکتوب نقل کئے جاتے ہیں جو حضور نے اپنے اسی دعوے کی توضیح میں رقم فرمائے اور جنہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مؤقر اخبار روزنامہ الفضل قادیان نے اپنی ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں شائع کیا۔

ایڈیٹر

(۱)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک معزز دوست کے جواب میں تحریر فرمایا

برادرم! اسلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط اور تار نئے انکشاف کے متعلق ملے۔ جہاں ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک زبردست الہام کو اس نے پورا کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آنے والے احمدیوں کے لئے ترقی مدارج کا ایک راستہ کھولا۔ وہاں ایک سخت ذمہ داری بھی ہم پر رکھی گئی ہے۔ ایسی ذمہ داری جس کا اٹھانا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا اور اسی سے مدد طلب کرنے کے سوا اب کوئی چارہ نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کا کام خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ بندہ نہیں کر سکتا۔ جب وہ اپنا کام بندہ کے سپرد کرتا ہے تو یہ امر دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو بندہ اپنی سستی اور غفلت سے اور اپنے نفس پر اعتماد کر کے اس کام کو خراب کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سہیڑ لیتا ہے۔ اور یا اپنی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گر جاتا ہے اور ایسی عاجزی اور ایسے استقلال سے اس کے دامن کو پکڑتا ہے۔ کہ آخر اس کا رحم جوش میں آجاتا ہے۔ اور وہ اس بندہ کو اپنی گود میں اٹھا لیتا ہے۔ اور اس کا بازو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر وہ کام اس سے کروا دیتا ہے۔ تب آسمان پر اس کے فرشتے اور زمین پر اس کے بندے اس کی حمد وثنا میں لگ جاتے ہیں۔ اور دنیا خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو ایک دفعہ پھر دیکھ لیتی ہے۔ اور بہت سے اندھے بھی آنکھیں پاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا چہرہ انہیں نظر آجاتا ہے۔ اور بہت سے دلوں کے مریض شفا پاتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا نور گھر کر لیتا ہے۔ غرض اس طرح بہت سے لوگ پھر اس محبوب کو دیکھ لیتے ہیں جس کا دیکھنا دنیا کے فلسفی ناممکن بتاتے تھے۔ خدا کرے ہم سب اس گروہ میں ہوں اور اس کمر توڑ دینے والے بوجھ کو بغیر ٹھوکر کھائے منزلِ مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اللّٰھم اٰمین والسلام

خاکسار:- مرزا محمود احمد

(۲)

ایک معزز دوست نے اپنی ایک پرانی رویا لکھی تھی۔ جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تھا کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے جسم میں پوری طرح سما گئے ہیں۔ یہ خواب ان دوست کے اصل الفاظ میں حسب ذیل ہے۔ "مَیں نے ۱۹۱۶ء میں یہ واقعہ اپنی چشمِ سر سے کھلی آنکھوں سے بالائے مسجد مبارک دیکھ چکا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پورے کے پورے جسم محمود مبارک میں اس طرح سما گئے جس طرح ایک تلوار اپنے نیام میں ٹھیک طور پر سما جاتی ہے"۔

حضور نے ان کو حسب ذیل جواب مرحمت فرمایا:-

مکرمی ومعظمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط ملا۔ سب کام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض دفعہ روحانی بارش سے پہلے ایک ہوا چلاتا ہے۔ اور لوگوں کو ایک امر مقدر کے متعلق الہامات وکشوف سے خبردار کر دیتا ہے۔ مگر ہوا بارش کا قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مَیں نے تو کبھی پرواہ نہیں کی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کا مقصد کیا ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے نہیں کرنا اسے سب دنیا مل کر بھی نہیں کر سکتی۔ اور جو خدا تعالیٰ نے کرنا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ پھر بندہ کیوں جلدی کرے۔ پس مَیں خاموش رہا۔ بلکہ بسا اوقات مصلح موعود کی پیشگوئیوں کے ذکر پر قلبی اذیت اٹھاتا تھا۔ مگر چونکہ کلامِ الٰہی پر بحث تھی اسے روک بھی نہ سکتا تھا۔ اب کہ خدا تعالیٰ نے انکشاف فرما دیا ہے۔ اب بھی اپنے متعلق کچھ کہنا سخت ابتلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر جس امر کا خدا تعالیٰ اظہار فرماتے اس کا چھپانا گناہ ہے اس لئے مجبور ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی اور جماعت کو بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے۔ قائد کا تقرر بتاتا ہے کہ دشمن کا کوئی نیا حملہ قلعہ اسلام پر جلد ہونے والا ہے۔ یا لشکر اسلام کو قلعۂ کفر پر حملہ کرنے کا اشارہ ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بازوؤں کو طاقت اور ہمارے پیروں کو ثبات اور ہمارے دلوں کو حوصلہ بخشے۔ اللّٰھم اٰمین والسلام

خاکسار:- مرزا محمود احمد

حضرت المصلح الموعودؓ کی عائلی زندگی!!

رقم فرمودہ حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ مدّ ظلّہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں اس بچھڑ جانے والے محسن پر جس کی یاد میں آج کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگی ہوں۔ یہ محسن ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان کی مقدس سرزمین میں پیدا ہوا۔ جلد جلد بڑھا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پاگیا۔ لاتعداد انسان اس کی وساطت سے محبوبِ حقیقی سے روشناس ہوئے۔ یہ محسن و محبوب اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عاشقِ خدا اور عاشقِ رسولؐ تھا۔ جو اس پیشگوئی کا صحیح معنوں میں مصداق بنا کہ:۔

"تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو انکار و تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے"

میں اس محسن و محبوب کی عائلی زندگی کی یادوں کی ایک ناتمام سی جھلک دکھانے کی کوشش کرتی ہوں۔ یادوں کے یہ چراغ میری تھکی ہوئی آنکھوں کی پلکوں پر رات دن، ہر لمحہ روشن تر ہیں۔ جنہیں دیکھنے والا سوائے محبوبِ حقیقی کے اور کوئی بھی نہیں۔ ہر سال نومبر کی ۸ تاریخ کی رات میرے پائے صبر و استقلال کا امتحان لینے آتی ہے۔

وہ محبوب و محسن اس رات رخصت ہوا تھا جس کی زندگی کا واحد مقصد یہی رہا کہ وہ خدا کے نام کو بلند کرے۔ خدا کے کلام سے دُنیا کو روشناس کرے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کی عظمت کو چار دانگ عالم میں قائم کرے۔ وہ ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو اس عظیم مقصد کو کماحقہٗ پورا کرکے بانیٔ و مرام خدا تعالےٰ کے حضور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگیا۔

حضرت مصلح موعود رضؓ نے جس عظیم مقصد کے حصول کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی اسے دیکھتے ہوئے کوئی باور نہیں کرسکتا کہ آپ اپنی گھریلو زندگی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ باوجود دن رات دینی کاموں میں شدید مصروفیت کے جب کوئی فراغت کا لمحہ آپ کو میسّر آجاتا آپ اپنی عائلی زندگی میں بھی پوری دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے۔ اور اس طرح سنّتِ نبوی کے مطابق یہ ثابت کردیتے کہ تمام دنیوی کاموں کی سرانجام دہی کے باوجود انسان اللہ تعالےٰ کو پا سکتا ہے۔ اور اس کے دین کی خدمت کے لئے اپنے تئیں وقف کرسکتا ہے۔

گھریلو زندگی کے ہر شعبہ میں دلچسپی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ گھریلو اور عائلی زندگی کے ہر شعبہ میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ خوشی و غم کے مواقع پر۔ کسی کی بیماری و تکلیف پر۔ لین دین کے معاملات میں۔ عزیز و اقارب دوست احباب کے جذبات و احساسات کا خیال و احترام اور خاطر و مدارات رکھنے میں پُوری طرح حصّہ لیتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ گھر کے ان کاموں میں بھی دلچسپی لیتے جو صرف عورتوں سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور نے مجھے فرمایا کہ آج موسم بہت خوشگوار ہے (ڈلہوزی کے قیام کا ذکر ہے) اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اپنے ہاتھ سے بریانی پکا کر کھلاؤں۔ میں نے اسے محض مذاق سمجھا۔ اور پھر تعجب سے بار بار پوچھا کہ کیا واقعی آپ بریانی پکا سکتے ہیں؟ اس پر آپ نے اپنے کمرہ میں بریانی پکانے کے لئے تمام سامان منگوا لیا۔ ایک ایک چیز آپ کے کمرہ میں لائی گئی۔ مجھے پاس بٹھا لیا اور فرمایا اب دیکھتی جاؤ ہمارا یہ کمال بھی۔ مگر مجھے اب بھی یہ یقین نہ تھا کہ آپ خود کچھ پکاسکیں گے میرا غالب خیال یہی تھا کہ ہم میں سے کسی سے پکوائیں گے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ اس کھانے کے پکانے کا پورا اہتمام خود ہی کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ڈش نہایت لذیذ تیار ہوگیا۔ اور پھر سب گھر والوں سے باری باری آپ استفسار فرماتے کہ بتاؤ میں نے یہ ڈش کیسے تیار کی۔ اور پھر ہنس ہنس کر مجھے بار بار مخاطب کرتے اور فرماتے کیوں اب میرے پکانے کا یقین آیا یا نہیں۔ اسی طرح آپ نے یکے بعد دیگرے چار پانچ ڈش باری باری ہر اچھے موسم میں پکائے۔ کبھی تو آپ صرف ہدایات دیتے جاتے اور کام ہم کرتے۔ کبھی اوپر کا تمام کام ہم سے کرواتے اور کھانے کی تیاری کا اصل کام آپ خود کرتے۔ چنانچہ چند ایک خاص کھانے میں نے حضور سے ہی سیکھے ہیں۔

مجھے خوب یاد ہے شادی کے بعد پہلی دفعہ جب ہم لوگ ڈلہوزی سیزن گذارنے کے بعد قادیان آئے تو ایک دن خنک موسم میں آپ نے مجھے آتشدان میں آگ جلانے کے لئے فرمایا۔ میں نے اپنی طرف سے کوئلے سُلگانے اور کمرہ گرم کرنے کی بہتیری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ خاصی دیر گزر جانے پر آپ اپنے کام کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور پوچھا کہ ابھی تک انگیٹھی گرم نہیں ہوئی؟ میں اپنے دل میں شرمندگی محسوس کر رہی تھی کہ مجھ سے آخر انگیٹھی کیوں نہیں جلتی؟ آپ مسکرائے اور آگے بڑھ کر مجھ سے دیاسلائی لے لی۔ لکڑی اور پتھر کے کوئلوں کو اس طرح ترتیب دیا کہ پہلے لکڑی کے کوئلے رکھے۔ پھر پتھر کے۔ اور پھر لکڑی کے کوئلوں کو دیا سلائی دکھائی۔ چند لمحوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور حضور نے مسکرا کر فرمایا اسے جادو کہتے ہیں۔ میری شرمندگی کو آپ بھانپ گئے۔ اور فرمایا کوئی بات نہیں ہے۔ ابتدا میں کام نہیں آیا کرتے۔ پھر آہستہ آہستہ سب کچھ ٹھیک ہوجاتا ہے۔ آج ہم نے تمہیں آگ جلانی سکھا دی۔

گھر کی تفریحی مجالس

آپ کو ہر قسم کے موسم میں خوب انجوائے (ENJOY) کرنا آتا تھا۔ گرمی سردی برسات، ہر موسم میں جب کبھی تھوڑی بہت کام سے فراغت ہوتی آپ بچوں کو اور دیگر افرادِ خانہ کو بُلاتے اور فرماتے میرے پاس بیٹھو۔

سردی کے موسم میں کمرہ گرم ہوتا۔ کبھی سبز چائے، کافی وغیرہ تیار کرنے کو فرماتے خشک میوہ اور تکے وغیرہ بنانے کو کہتے۔ بھونے چنے اور مکّی کے دانے بھی آپ کو مرغوب تھے۔ برسات میں آپ پکوڑوں گلگلوں اور پوڑوں وغیرہ کا اہتمام کراتے خدام کے لئے خاص طور پر ہدایت ہوتی کہ ان کو بھی ہر طرح محظوظ ہونے کا پُوری طرح آزادی سے موقعہ دیا جائے۔ گرمیوں میں کبھی شربت بنواتے کبھی آئس کریم اور فالودے وغیرہ۔ لیکن ہم سب کو اکٹھا کرنے کے بعد خود اپنے دینی کاموں میں مصرُوف ہوجاتے۔ بیچ میں وقفے وقفے کے بعد ہم سب سے مخاطب ہوجاتے کبھی اس کی تیاری کے متعلق کوئی بات کہہ دیتے۔ کبھی لطیفہ سُنا کر محفل کو زعفران زار بنا دیتے۔

قادیان کا ذکر ہے ایک دن موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ گرمی کا موسم تھا۔ مجھے فون کیا جلدی آؤ بڑے مزے کا دن ہے۔ حضور کی باری آپا جان مرحُومہ کے ہاں تھی۔ میں نے فون پر کہا اِس قدر موسلا دھار بارش میں کیسے آؤں؟ بھیگ جاؤں گی۔ فرمانے لگے نہیں آجاؤ بارش میں بھیگنے کا بھی مزہ ہے۔ دیکھو! میں نے آموں کے ٹوکرے (جو سندھ کے باغ سے آئے تھے) صحن میں رکھوائے ہیں آم بارش میں خُوب ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ بارش میں کھانے کا لطف آتا ہے۔ اسی طرح دوسرے گھروں میں سے بھی سب کو بُلوایا اور خود اپنے ہاتھ سے اچھی قسم کے آم بھانٹتے اور سب کو باری باری دیتے اور ساتھ ہی بتاتے چلے جاتے کہ یہ آم کی فلاں قسم ہے۔ آم کی فلاں قسم کا پَودا میں نے فلاں وقت فلاں سن میں لگوایا تھا تھوڑی دیر کے لئے ایسی محفل جمتی کہ کوئی اس کا تصور ہی نہیں کرسکتا۔

ہدیہ کی قدردانی

ایک دفعہ میرے ابا جان رضی اللہ عنہٗ کو پتہ چلا کہ آپ کو ہڑیال کا گوشت مرغوب ہے۔ آپ اس کے کباب پسند فرمایا کرتے تھے۔ ابا جانؓ نے ہڑیال زندہ پکڑوا کر ایک خاص آدمی کے ذریعہ بذریعہ ٹرین بھجوایا۔ اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ آپ اسے کچھ دن اپنے باغ میں رکھیں پھر جب پسند کریں ذبح کرکے اس کے کباب بنوائیں۔ اس دن میری باری نہ تھی۔ اپنے دفتر سے مجھے فون کیا۔ اور [illegible] ہدیہ پر غیر معمولی رنگ میں خوشی کا اظہار فرمایا

آپ کو ہدیہ پیش کرکے انتہائی لطف آتا تھا۔ ہدیہ قبول کرکے اس پر پسندیدگی کا اظہار کرنے کا طریق بہت دلکش ہوتا تھا۔ مجھے فون پر دفتر میں بلایا۔ اور فرمایا آکر ہڑیال کو دیکھو کتنا خوبصورت اور موٹا تازہ ہے؟ شاہ صاحب نے میرے لئے کس قدر اہتمام کیا۔ شکار بھیجا۔ اور پھر اس پر لطف یہ کہ وہ زندہ ہے۔ اباجان رض کو اسی وقت شکریہ کا خط لکھا اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اظہار کیا کہ شکار بھیجئے۔ اسے بھی اگر ہمارے ساتھ مل کر اسے کھاتے تو لطف اور بھی بڑھ جاتا۔

جس دن ہڑیال کو ذبح کیا اس دن باوجود اس کے کہ میری باری نہ تھی۔ آپ نے مجھے فون پر کہا کہ مَیں نے ہڑیال ذبح کروا دیا ہے۔ اب تمہارے گھر بھجوا رہا ہوں۔ تم اپنے ہاتھ سے سب کو تقسیم کرو۔ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں تقسیم نہیں کروں گی۔ جس بیوی کی باری ہے اس کا تقسیم کرنا مَیں پسند کروں گی۔ کیونکہ دستور یہ تھا کہ جس کی باری ہوتی چیز وہیں جاتی۔ اور وہی تقسیم کیا کرتی۔ لیکن اس وقت آپ کا یہ فرمانا دراصل جہاں تک میرا خیال ہے۔ میری دلداری اور ہدیہ کی قدر دانی کا اظہار تھا۔ مَیں نے حضرت بڑی آپا جان رض (امی جان رض) کو بھجوا دیا تھا۔ تاکہ وہ خود ہی تقسیم کریں۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ مَیں نے شکار تقسیم نہیں کیا۔ بلکہ اُسے حضرت آپا جان رض کے سپرد کر دیا ہے تو آپ نے پھر مجھے فون کیا اور فرمایا کہ بھئی اب یوں کرو کہ اس گوشت کے سیخی کباب خود بناؤ ہم کباب تمہارے ہاں ہی آکر کھائیں گے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ کس قدر معمولی قسم کا ھدیہ تھا اور کیا ہی وہ ادنیٰ سی چیز تھی۔ لیکن آپ نے جس رنگ میں اُسے قبول کیا اور جس پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اُسے اہمیت دی۔ ہدیہ دینے والے کو کیوں نہ اس پر غیر معمولی خوشی ہو۔

ایک دفعہ عزیزم کلیم (میرے بڑے بھائی) نے لنڈن سے حضور کے لئے کچھ تحائف بھجوائے۔ جن میں ایک جوڑا سلیپروں کا بھی تھا۔ عزیزم نے مجھے لکھا کہ حضور کو اکثر گاؤٹ کی تکلیف ہو جایا کرتی ہے۔ مَیں نے اس خیال کے تحت کہ پاکستان میں اس قدر نرم جوتے نہیں ملتے۔ مَیں نے جس قدر بھی بہترین نرم سلیپر یہاں مل سکتے تھے وہ بھجوا دیئے ہیں۔ اگر حضور کو یہ ناپ پورا ہو اور پسند فرمائیں تو مَیں مزید بھجوا دوں گا۔ میرے پاس حضور کا صحیح ناپ نہیں ہے۔ مَیں نے اندازے سے ہی یہ سلیپر بھجوا دیئے ہیں۔ حضور کو یہ سلیپر اس قدر پسند آئے۔ کہ اسی وقت پہن لئے۔ بار بار پسندیدگی اور اس کی عمدگی کا اظہار کرتے رہے۔ سیر کے لئے شام کو احمد نگر باغ میں گئے۔ تو وہاں بھی سب کے سامنے اس کی تعریف کی اور فرمایا کہ یہ تحفہ مجھے میرے کلیم نے بھجوایا۔ ہے۔ میرا پاؤں اس میں غیر معمولی طور پر سکون محسوس کر رہا ہے۔ اس قدر نرم اور آرام دہ اور ہلکا سلیپر ہے؟ مَیں یہاں پر اپنی گاؤٹ کی تکلیف کی وجہ سے ہمیشہ خاص آرزو سے بوٹ بنواتا ہوں مگر وہ پھر بھی کچھ نہ کچھ رف ہی ہوتے ہیں۔

پھر عزیز کو شکریہ کا خط لکھوایا اور اس میں بھی اس کی موزونیت اور پسندیدگی کا اظہار دلکش پیرائے میں کیا۔ یہ محبت اور دلداری کا آپ کا خاص انداز تھا۔

خوشبو سے لگاؤ

آپ کو اعلیٰ قسم کی خوشبو سے ہمیشہ لگاؤ رہا ہے۔ اس حد تک کہ جب کبھی فارغ لمحات میسّر آجاتے آپ کی یہ ہوبی تھی کہ آپ عطر والے کمرہ میں چلے جاتے۔ خواہ شدید گرمی ہو یا کڑاکے کی سردی۔ دن ہو یا رات آپ عطر بنانے میں مصروف ہو جاتے۔ دیسی عطر قسم قسم کے اور سینٹ بھی اعلیٰ قسم کے پھر اپنے ہاتھ سے تیار کرتے۔ ہم لوگوں کو اپنے پاس کھڑا کر لیتے۔ عطر تیار کرنے کے دوران بار بار اپنے ہاتھوں کو عطر لگاتے اور پوچھتے اب بتاؤ خوشبو کیسی ہے؟ عطر میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی۔ آپ کے استعمال کے تمام کمرے خوشبو سے معطر رہتے اس حد تک کہ باتھ روم تک میں عطر ہی کی خوشبو ہوتی۔

یوں تو آپ جب کبھی بھی فراغت کا موقعہ ملتا عطر بناتے۔ لیکن عید کے لئے خاص طور پر اہتمام کرتے۔ مختلف قسم کے تقریباً ہر ایک کی پسند کے عطر تیار کر لیتے۔ جب عید کے دن تمام بچے اور دیگر افراد اہل بیت آپ کے پاس آتے تو آپ ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے عطر کا ہدیہ عطا کرتے۔

ایک دفعہ ناصرہ میری بہن کینیڈا سے آئیں۔ تو حضور کے لئے ایک بہت چھوٹی سی شیشی سینٹ کی لائیں۔ کہنے لگیں مَیں نے بہت سوچا کہ آپ کے لئے کونسی چیز تحفہ لے جاؤں۔ آخر مَیں نے اس سینٹ کے انتخاب کا فیصلہ کیا۔ اب مجھے پتہ نہیں کہ حضور کو یہ پسند بھی آتا ہے یا نہیں۔ اتفاق کی بات تھی حضور کو وہ سینٹ بے حد پسند آیا۔ بڑی بھینی بھینی خوشبو تھی۔ ناصرہ کو کہنے لگے حق بات یہ ہے کہ بہت ہی اعلیٰ خوشبو ہے۔ مجھے بہت پسند آئی ہے۔ ناصرہ لیکن اگر میں تمہیں بالکل ایسا ہی سینٹ تیار کر دوں تو تم مجھے کیا دو گی۔ ناصرہ نے بہت بے تکلفی سے ہنستے ہوئے کہا کہ پھر میں تمام قسم کے سینٹ ادھر ادھر سے خریدنے چھوڑ دوں گی۔ پھر تو حضور سے ہی عطر لیا کروں گی۔ ناصرہ کے اس جملہ پر بہت محظوظ ہوئے۔ اور اسی وقت اس سینٹ کو پاس رکھ کر بالکل ویسا ہی سینٹ تیار کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ دو تین دن بوقت فرصت برابر کوشش کرتے رہے۔ ناصرہ نے کہا آپ اس سینٹ سے ملتا جلتا تو ضرور بنا لیں گے۔ لیکن سو فیصدی ایسا سینٹ شاید نہ بن سکے۔ لیکن آپ نے برابر کوشش جاری رکھی۔ یہاں تک کہ آپ نے بالکل ویسا ہی سینٹ تیار کر لیا۔ اور اس پر آپ اس قدر خوش تھے کہ ناصرہ کو بار بار فرماتے۔ تم کیا سمجھتی تھیں کہ صرف تم ہی اس سینٹ سے واقف ہو؟ تم تو اتنی دور سے خرید کر لائیں۔ ہم نے تمہیں یہاں بیٹھ کر فرانس کی چیز تیار کر دی۔ اس کے بعد پورے اصرار سے ناصرہ سے اس کی قیمت دریافت کی۔ ناصرہ نے بتایا کہ وہ انہوں نے ۱۲۰ روپے کی شیشی وہاں سے خریدی تھی۔ اس پر آپ نے ہنس کر فرمایا۔ تم نے یہ شیشی ۱۲۰ روپے کی خریدی، ہم نے تمہیں چند پیسوں میں وہی چیز بنا دی!!

دوسروں کے جذبات و خواہشات کا احترام

مجھے بعض کھیلوں سے بچپن سے ہی ایسا لگاؤ تھا کہ شادی کے بعد بھی جب تک حالات سازگار رہے انہیں چھوڑ نہ سکی۔ سرسری طور پر بھی کبھی اس قسم کے شوق کا اظہار مجھ سے اتفاقی ہو جاتا تو آپ میرا وہ شوق فوری طور پر پورا کرتے۔ میں ٹیبل ٹینس بیڈمنٹن اور رائفل کے متعلق بے خیالی میں اپنے شوق کا اظہار کر بیٹھی۔ آپ نے اسی وقت یکے بعد دیگرے یہ سب سامان مجھے منگوا کر دیئے۔ رائفل کے نشانہ کی پریکٹس تو آپ نے اپنے سامنے کروائی سندھ کے سفر میں کئی دفعہ باغ میں سیر کرنے کے دوران رائفل چلوائی۔ ہر دفعہ خدا کے فضل سے کچھ ایسا اتفاق ہوتا کہ نشانہ ٹھیک ہی بیٹھتا۔ اپنے سامنے نشانہ لگواتے۔ اور کندھے کو سپورٹ کرتے۔ اس خیال سے کہ شاید میں کوئی غلطی نہ کر بیٹھوں۔ یا دھماکے سے بازو کو نقصان نہ پہنچے۔

بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس منگوا دینے کے بعد اکثر پوچھتے کیا تم کھیلتی بھی ہو۔ اپنی دلچسپی کا اظہار اس رنگ میں کرتے کہ مجھے یہ یقین ہو جاتا کہ آپ کو بھی میری ہوبی HOBBY سے خاص لگاؤ ہے۔ اور آپ بھی اسے پسند کرتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ مجھے رائیڈنگ۔ بوٹنگ اور ڈرائیونگ کا بھی شوق تھا۔

سندھ کے سفروں میں گھوڑے کی سواری اور اونٹ کی سواری کا شوق پورا ہوا۔ خاص طور پر ہم لوگوں کے لئے سواری کے گھوڑے منگواتے۔ اونٹ منگواتے لیکن آپ ہمیں اونٹ اور گھوڑوں پر خود سامنے کھڑے ہو کر سوار کرواتے اور جب ہم لوگ واپس آتے تو اکثر آپ خود آکر اپنے سامنے ہمیں اترواتے۔ آپ کو اس کے بغیر تسلی نہ ہوتی۔ بلکہ جب تک ہم لوگ واپس نہ آجاتے برابر انتظار میں رہتے اور بار بار ہماری واپسی کے متعلق پوچھتے رہتے۔ لباس کی اچھی تراش خراش۔ وضع قطع۔ کانٹ چھانٹ تک کا آپ کو احساس ہوتا۔ نفاست و صفائی کا بے حد خیال رہتا۔ ہر وقت ہم لوگوں کو خوش دیکھنا پسند فرماتے تھے۔

دلداری اور دلجوئی

ایک دفعہ ڈلہوزی سفر سے واپسی پر میرے ہاں کام کرنے والے خادم بیمار ہو گئے غالباً ملیریا یا فلو کی سخت وبا تھی۔ ایک کام کرنے والا بھی ایسا نہ تھا جو گھر کے کام میں میری مدد کر سکتا۔ جس دن ہم لوگ قادیان پہنچے۔ اسی دن اتفاق سے باری بھی میری تھی۔ کئی مہینوں سے گھر بند تھا۔ صفائی اور گھر کی سیٹنگ کا سوال ایک طرف۔ پورے گھر کے افراد کے کھانے پینے کا اہتمام، اور پھر باری کا اہتمام زیادہ اہم تھا۔ شادی کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ مَیں نے اپنے گھر کا اہتمام خود کرنا تھا۔ موسم بھی گرم تھا۔

جب مَیں گھر پہنچی تو فکر کے مارے سخت پریشان تھی۔ کام کی لمبی بھرمار۔ موسم کی خرابی۔ نوکروں کی بیماری۔ بار بار مجھے اس خیال سے گھبراہٹ تھی کہ یہ سب کام مَیں تنہا کیسے کروں گی۔ سب سے اہم خیال جو غالب تھا وہ یہی تھا کہ ان تمام کاموں کے ساتھ کھانا کیونکر پکے گا؟ اور بروقت کیسے تیار ہوگا۔ اور پھر دوسرا خیال یہ تھا کہ پتہ نہیں حضور

کو میرے ہاتھ کا کھانا پسند بھی آئے گا ؟ اس کشش و پنج میں بھاگ دوڑ کر کے تمام کام بنا لئے۔ شادی کے بعد اس قسم کا میرا پہلا تجربہ تھا۔ غالباً ۴۔۵ ڈشز بمعہ پرہیزی وغیرہ کے مَیں نے خود ہی پکائے۔ دو ڈشس تو خاص اپنی پسند کے تھے۔ یعنی مچھلی اور گردے کلیجی جو حضور اکثر سردار النساء مرحومہ کے ہاتھ کے ہی پسند فرمایا کرتے تھے۔ سردار النساء مرحومہ کے یہ ڈش تمام گھروں میں بہت پسند کئے جاتے تھے۔

رات کھانے پر جب ہم لوگ بیٹھے تو مَیں سخت فکر میں تھی اس خیال سے کہ اگر حضور کو کھانا پسند نہ آیا تو آپ بھوکے ہی دستر خوان سے اٹھ جائیں گے۔ پھر کیا ہوگا ؟ کہیں خدانخواستہ پہلی کوشش ہی ناکام نہ ہو جائے۔ لیکن میری حیرت و خوشی کی انتہا نہ رہی کہ آپ نے ہر ایک کھانے کو اس قدر پسند فرمایا کہ ان ڈشوں میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا اپنے ہاتھ سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ یہ "مہر آپا" نے پکایا ہے۔ مچھلی اور گردے جو حضور کو بہت ہی پسند آئے تھے۔ اس کے متعلق کہلا بھیجا کہ اب سردار النساء کے ہاتھ کے یہ دونوں کھانے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نہ صرف یہی بلکہ سردار النساء کو خاص طور پر بلایا اور فرمایا سردار النساء تمہیں اپنے پکانے پر بڑا زعم تھا۔ ذرا یہ مچھلی اور کلیجی کھا کر دیکھو تمہیں پتہ چلے یہ کس ہاتھ کی پکی ہوئی ہے۔ سردار النساء بڑی محظوظ ہوئیں اور اپنی ہار مانی۔

اب یہ اتفاق سمجھئے اور خدا کا فضل کہ ہر ایک کو ہی تمام کھانا پسند آیا۔ لیکن مَیں یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ آپ نے اس وقت اپنی پسندیدگی کا اظہار اس طرح کیا کہ میری تمام کوفت، پریشانی سب کافور ہو گئی۔ میری دلداری اور دلجوئی کا اس حد تک آپ نے احساس کیا۔ کہ مجھ سے غیر معمولی طور پر تمام کام کی تفصیل پوچھی اور تعجب کا اظہار بھی کیا۔ کہ تم نے یہ سب کچھ اکیلے اس قدر تھوڑے وقت میں کیسے تیار کر لیا ؟ اور پھر ساتھ ہی نصیحت بھی کی کہ اپنے اوپر اس قدر کام کا بوجھ نہ ڈال لینا کہ خود تمہاری صحت پر اثر پڑے۔ صحت کا خیال بھی رکھو۔ وغیرہ۔

پھر ڈاکٹر صاحب کو خاص طور پر کہلا بھیجا کہ ان کے گھر کے تمام کام کرنے والے بیمار ہیں ان کا فوری طور پر توجہ سے علاج کریں۔ آپ ہماری اس قدر دلداری فرماتے اور اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ہم لوگ اس محنت اور کوفت کو بھول جاتے تھے جس میں ہم رات دن لگے رہتے۔ یہی دل چاہا کرتا کہ آپ ہم سے کام لیتے جائیں اور ہم بے تکان کام کئے جائیں۔ کام لینا بھی آپ پر ختم تھا۔ کام کے دَوران ہزاروں لطیفے۔ ہزاروں قہقہے بھی ہوتے۔ آپ کی مجلس و قربت باوجود شدید مصروفیت کے زعفران زار ہوتی۔

غیر معمولی ہمّت و عزم

ایک دفعہ سندھ کے دَورے میں آپ کو گاؤٹ کی تکلیف ہو گئی۔ چچا جان ہمارے ساتھ ہی تھے۔ چچا جان نے حضرت اقدس کو مشورہ دیا کہ آپ تقریباً تمام اسٹیٹس کا دَورہ ختم ہی کر چکے ہیں۔ ایک دو اسٹیٹس رہتی ہیں۔ بہتر ہوگا اگر آپ اب اپنے ہیڈ کوارٹر ناصر آباد میں واپس جا کر آرام کریں۔ کہیں گاؤٹ کی تکلیف بڑھ نہ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں اسٹیٹ (جس کا نام اب مجھے یاد نہیں رہا) جو کہ بالکل قریب ہے آپ جا کر اُسے دیکھ آئیں۔ کام کی رپورٹ کریں۔ اس کے بعد ناصر آباد چلے جائیں گے۔ ناصر آباد اس جگہ سے قریب ہی تھا۔ چنانچہ چچا جان حضور کے حکم پر فوری طور پر چلے گئے۔ آپ نے ہمیں ناصر آباد جانے کی تیاری کا حکم دیا۔ ہم لوگ سب تیار ہو کر چچا جان کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے چچا جان سے یہ فرمایا تھا کہ آپ جب تک واپس نہیں آتے ہم یہیں ٹھہریں گے۔ آپ کی واپسی پر ہم سب اکٹھے ناصر آباد روانہ ہوں گے۔

چچا جان کو واپس آنے میں خاصی دیر لگ گئی۔ حضور نے قافلہ کو روانگی کا حکم دیا اور فرمایا آہستہ آہستہ چل پڑتے ہیں۔ راستہ میں شاہ صاحب مل جائیں گے۔ گاؤٹ کے درد سے پاؤں متورم تھا۔ اور سلیپر کے اوپر پاؤں رکھ کر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ عصر کا وقت تھا۔ اور راستوں کے تسلی بخش نہ ہونے کی وجہ سے ہم لوگ فکر میں تھے۔ آپ اپنی اس تکلیف میں درد کی کیفیت میں جیپ میں بیٹھ گئے۔ شارٹ گن بھر کر اپنے ہاتھ میں سیدھی پکڑ لی۔ اور چل پڑے۔ ہم لوگ بمشکل ڈیڑھ دو میل ہی گئے ہوں گے کہ راستہ میں چچا جان بمعہ دوسرے لوگوں کے آتے ہوئے مل گئے۔ چچا جان یہ دیکھ کر سخت گھبرائے۔ آٹھ دس آدمی جو غالباً رضا کار تھے اور ان کو چچا جان اسی لئے اپنے ساتھ لائے تھے کہ وہ حضور کے ساتھ رہیں گے۔ راستہ غیر تسلی بخش ہی تھا۔ شام ہونے کے قریب تھا۔ اس پر مزید یہ کہ خود حضور کی طبیعت بھی ناساز تھی۔ ان سب باتوں کے پیش نظر چچا جان نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس طرح چلنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ حضرت اقدس بے ساختہ ہنس پڑے۔ اور فرمایا شاہ صاحب! ہم مغل ہیں۔ آپ نے کیا سمجھا۔ چچا جان کہتے ہیں کہ مَیں اس منظر کو نہیں بھول سکتا۔ اور نہ ہی اس کی تعریف کئے بغیر رہ سکتا ہوں کہ حضور میں کس قدر حوصلہ و ہمت تھی۔ بیمار تھے۔ بیماری بھی وہ جس سے انسان اک حد تک معذور ہی ہو جاتا ہے۔ پاؤں پر ورم اس قدر ہے کہ جوتی تک پہنی نہ جاتی۔ حرارت بھی ہے۔ دن رات کام کی کوفت، سفر کی کوفت۔ خراب راستہ۔ چوروں اور لٹیروں کا خطرہ۔ شام کا وقت۔ مگر آپ ہیں کہ لوڈڈ شارٹ گن سنبھالے اسی حالت میں اس طرح شان سے بیٹھے ہیں۔ چہرے پر بشاشت ہے اور ساتھ ہی غیر معمولی جلال اور دبدبہ بھی ہے۔ چچا جان بسا اوقات حضور کی ہمت اور اس رُوح و جذبہ کو یاد کرتے اور ان پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

خُدا اور اس کے رسُول کے احکام کو ہر حالت میں مقدم رکھتے تھے

شادی کے ابتدائی ایک دو سال تک غالباً میرا یہی معمول رہا، خاص طور پر پہلے سال میں کہ میں تقریباً ہر دوسرے تیسرے دن ان سے اپنی کوٹھی (دار الانوار) جانے کا مطالبہ کرتی۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ مَیں شہری بود و باش سے مانوس نہ تھی۔ دار المسیح کے چوبارے شہری طرز کے بنے ہوئے تھے۔ ہر گھر میں پیچوں بیچ راستے تھے۔ گھروں میں کھلے صحن نہ تھے۔ جو صحن تھوڑے بہت تھے وہ بھی برائے نام۔ قدرتی طور پر میری طبیعت پر بوجھ رہتا اور گھبرائی گھبرائی سی بے سکون رہتی تھی۔

پھر باری کا سلسلہ میرے لئے غیر معمولی تھا۔ جو دل ہی دل میں مجھے بڑا شاق گزرتا۔ مسلسل تین دن تک مجھے حضور کا انتظار رہتا۔ اگرچہ حضور کا یہ معمول تھا کہ آپ خواہ باری ہو یا نہ ہو۔ میرے گھر میں دن میں کئی دفعہ آتے۔ دو چار باتیں کرتے حال احوال پوچھتے۔ بچوں کی دیکھ بھال کرتے۔ ان سے انتہائی پیار و محبّت سے بات چیت کرتے اور پھر واپس اپنے کام کے لئے چلے جاتے یہ معمول حضور کا بدستور تھا۔ لیکن! میری یہ کمزوری تھی کہ باوجود دن میں کئی دفعہ حضور کے گھر آ جانے کے بھی میں غیر مطمئن سی رہتی۔ چنانچہ ان تین دن میں میرا یہ مطالبہ رہتا بہت اصرار کے ساتھ کہ مَیں گھر جاؤں گی۔ کوٹھی جاؤں گی۔ آپ اجازت تو دے دیتے لیکن اس کے لئے بھی خاص جد و جہد کرنا پڑتی۔ پھر حضور رضی اللہ عنہ کی اس اجازت کے ساتھ انتہائی تاکید ہوتی کہ جلد ضرور واپس آ جانا۔ اکثر و بیشتر یہ ہوتا کہ کہ خود بھی چلے آتے اور فرماتے تھے کہ دیکھو مَیں تمہیں خود لینے آیا ہُوں۔

ایک دفعہ میرے مُنہ سے بے ساختہ نکلا کہ آپ نے تو چوتھے دن ہی آنا ہے اگر آپ کی روزانہ باری میرے پاس ہی ہو تو مَیں یہاں آنا بند کر دوں گی۔ مَیں وہاں رہ کر بھی آپ سے دُور ہوتی ہُوں۔ یہاں آ کر مجھے کچھ تو سکون مل جاتا ہے۔ کھلی فضا میں ہوتی ہوں۔ اس پر آپ تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ ہو گئے اور فرمایا۔ اگر مَیں تمہارے پاس ہی رہوں تو یہ سخت بے انصافی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی۔ میں ایسا کر نہیں سکتا۔ میں تمہارا خاص خیال رکھتا ہُوں۔ پھر بھی تمہیں شکوہ ہی رہتا ہے۔ میری ممانی جان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ ان کو سمجھایا کریں۔

بچّوں سے محبّت و شفقت

قیام زیورک (سوئٹزر لینڈ) میں تقریباً یہ معمول رہا کہ جب حضور پسند فرماتے آؤٹنگ کے لئے موٹر لانچ میں لے جاتے۔ اور اکثر پوری موٹر لانچ کروائی جاتی۔ "لیک" پر جا کر آپ بے حد محظوظ ہوتے۔ شام کی چائے بھی اکثر باہر ہی پی جاتی۔ جھیلوں میں مُرغابیوں اور بطخوں کو تیرتے ہوئے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوتے۔ SWISS بچے جو کہ بے حد بے تکلّف تھے انہیں پیار کرتے انہیں مٹھائی اور بسکٹ وغیرہ اپنے ہاتھ سے دیتے۔ سوِس لوگ خاص طور پر بے تکلف مشہور ہیں اور ہم لوگوں کا مشاہدہ بھی یہی ہے۔ یہ بچے جب کبھی ہم لوگوں کو جھیل کے کنارے سیر کرتے دیکھتے خود بخود جمع ہو جاتے اور روانگی کے وقت ہاتھ ہلا ہلا کر خدا حافظ کہتے۔ تقریباً ہر روز کا یہ معمول تھا کہ ہمیں فرماتے اپنے ساتھ کچھ بسکٹ ٹافی وغیرہ رکھ لو وہ بچے آتے ہیں انہیں دیں گے۔ چنانچہ ہمارا یہی معمول ہوتا۔

ہمارے جذبات احساسات کا احترام

ایک دن خوب بادل گھرے ہوئے تھے آپ نے فرمایا چلو جھیل کی سیر کریں۔ عزیزم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سے موٹر لانچ کے انتظام کے لئے کہا۔ حضرت اقدس کے آرام کے لئے ہم لوگ اکثر و بیشتر پوری موٹر لانچ کروا لیا کرتے۔ چنانچہ جھیل پر پہنچے موٹر لانچ لی گئی اور آہستہ آہستہ پوری جھیل کا چکر لگانے لگے [illegible] دل میں آیا کہ اگر حضرت اقدس اجازت دیں تو تھوڑی دیر کے لئے کیپٹن کو ہٹا کر سٹیرنگ اپنے ہاتھ میں لے لوں اور لانچ خود چلاؤں لیکن ڈرتی بھی کہ کہیں [illegible] اس بات پر ناراض ہی نہ ہو جائیں [illegible] دیر تک اسی ادھیڑ بن [illegible] رہی آخر صبر نہ ہو سکا۔ میں نے [illegible]

تھوڑی دیر کے لئے اجازت دیں تو لانچ میں چلالوں کیپٹن کو ذرا الگ کر دیتے ہیں۔ کہنے لگے تمھیں ہیں بہت لہریں اُٹھ رہی ہیں کہیں کوئی غلطی نہ کر بیٹھنا پھر آپ نے خود ہی کیپٹن کو یہ بات کہہ دی۔ کیپٹن سٹیرنگ میرے حوالے کر کے خود ایک طرف ہوگیا۔ میں نے کم از کم $\frac{1}{15}$ منٹ لانچ کو چلایا اور سنبھالا۔ آپ اس وقت تک پوری دلچسپی اور توجہ سے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا کہ اب تم بڑی لہروں کے درمیان لانچ کو لے آئی ہو۔ اب بس کرو۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی کہ میری خواہش کس قدر جلد پوری کر دی گئی۔ اور خود حضور رضؓ نے اس میں دلچسپی بھی لی۔ بلکہ لانچ اس طرح چلانے کی تعریف بھی فرمائی۔

اس قسم کے واقعات لکھنے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور کی ہستی وہ شخصیت وہ تھی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں رات دن سرشار رہتی۔ خدا اور اس کے نام کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اپنا تن من دھن اپنی محبت سب قربان کر کے رکھ دی۔ پھر اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی بہبودی کے لئے اپنے آرام و راحت کو قربان کر دیا۔ رات کو جب ساری مخلوق خدا آرام کی نیند سو رہی ہوتی۔ آپ مخلوق خدا کے لئے۔ اس کی فلاح کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے تھے۔ لیکن! باوجود ان تمام باتوں کے گھریلو زندگی میں آپ ہمارے جذبات و احساسات کو قدرتی سمجھتے ہوئے ان کا کس طرح خیال رکھتے تھے۔ ہم پر کبھی ناجائز سختی و دباؤ نہ ڈالتے بلکہ ہماری اس قسم کی خواہشات کو جائز سمجھتے ہوئے ان کا پورا احترام کرتے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے سندھ کے سفر میں ٹریکٹر خود چلانے کی خواہش کی۔ اور ایک دن میں نسیم آباد سے ناصر آباد اپنے گھر تک ٹریکٹر چلاتی ہوئی چلی آئی۔ میرے ساتھ چچا جان اور ماموں اکمل مرحوم تھے۔ جو میرے ٹریکٹر کے دونوں طرف ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حضور گھر میں تھے۔ حضور کو خادمات میں سے کسی نے میرے متعلق بتا دیا کہ چھر آپا ٹریکٹر چلا رہی ہیں۔ آپ باہر تشریف لے آئے اور خود مجھے ٹریکٹر چلاتے ہوئے دیکھا اور فرمایا چلو اچھا ہوا یہ تو پتہ چل گیا کہ تم کار چلانا آسانی سے سیکھ سکتی ہو۔ تمہاری چونکہ یہ خواہش ہے میں اس کا انتظام بھی کروں گا تم جب سے ٹریکٹر چلانے کی اجازت مانگ رہی تھیں مجھے ڈر تھا کہ میں نے اگر اجازت دے دی تو تم اکیلی ہی چل پڑو گی۔ اور اس [illegible] کا احتمال ہو سکتا ہے۔ لیکن! دل میں میرے یہی تھا کہ میں خود سامنے تمہیں [illegible] پر سوار کراؤں گا۔ اور اپنے سامنے چلواؤں گا۔

حضرت بڑی آپا جان رضی اللہ عنہا (امی جان رضؓ) کے ہاتھ کے بعض کھانے آپ کو بہت مرغوب تھے۔ خواہ باری کہیں بھی ہوتی آپ ان کو کہلا بھیجتے کہ آپ فلاں چیز تیار کر دیں۔ کھانے کے بعد آپ کبھی کبھار پان کھانا پسند فرماتے۔ باری خواہ اور گھر میں کیوں نہ ہوتی آپ حضرت بڑی آپا جان رضی اللہ عنہا ہی کے ہاتھ کا پان پسند فرماتے۔ بعض اوقات ہم میں سے کوئی پان بنا کر دینے کی کوشش بھی کرتا اس خیال کے تحت کہ حضرت آپا جان رضؓ کے ہاں آنے جانے اور پان بنوانے میں دیر ہو جائے گی۔ اور آپ بغیر پان کے اسی طرح چلے نہ جائیں تو بھی آپ یہ فرماتے کہ یہ کام اُن کا ہے۔ اُن کے ہاتھ کے لگے ہوئے پان کا مزہ اور ہے۔

اللہ تعالےٰ کی رضا پر ہر حالت میں راضی رہتے تھے!!

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور ان کی علالت طول پکڑ گئی آپ کو اُن کے متعلق سخت فکر اور گھبراہٹ تھی۔ دعاؤں اور ادویہ کا خاص اہتمام فرماتے بار بار طبیعت پوچھواتے۔ خود دیکھنے جاتے میں دیکھتی تھی کہ آپ کو غیر معمولی بے چینی اور کرب تھا۔ لیکن! جب اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوگئی۔ اور حضرت نواب صاحب فوت ہو گئے تو آپ اس طرح سکون و اطمینان سے اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہو گئے کہ مجھے حیرت ہوئی۔ اس قدر صبر و تحمل کی مثال ملنی مشکل ہے آپ کو اپنی ہمشیرہ سے (حضرت نواب صاحب کی زوجہ محترمہ) جن کے ساتھ یہ حادثہ گذرا تھا انتہائی طور پر محبت تھی۔ ان کی ذرہ بھر تکلیف حضور رضؓ کو برداشت نہ تھی۔ لیکن! جب اللہ تعالےٰ نے اپنا منشا پورا کر دیا تو آپ نے اپنے محبوب حقیقی کی رضا کے سامنے ہر چیز کو ہیچ سمجھا۔

ڈلہوزی ہی کا واقعہ ہے۔ ہماری ایک بچی جس کا دل بیحد کمزور تھا بجلی کے کڑاکا کی آواز سے اچانک فوت ہوگئی۔ اطلاع آئی کہ بچی کڑاکے کی آواز سے پکنک کے دوران بیہوش ہوگئی ہے۔ آپ تیزی سے انا للہ ..... کہتے ہوئے سرپٹ بھاگ پڑے۔ سلیپر پہنے ہوئے تھے۔ اسی حالت میں چل پڑے۔ جس جگہ جانا تھا سیدھی چڑھائی تھی جہاں ڈانڈی یا گھوڑے کے سوا چلنا مشکل تھا۔ آپ کے پیچھے پیچھے تمام خدام بمع دفتر کے عملہ کے بھاگے چلے جا رہے تھے۔ لیکن کیا مجال جو آپ راستے میں کہیں ٹھہرے ہوں یا گھوڑے اور ڈانڈی کی پیشکش کو قبول کیا ہو۔ غیر معمولی تیزی سے قدم اٹھاتے چلے جا رہے تھے۔ جائے حادثہ پر پہنچ کر تمام ڈاکٹروں کو جو اس وقت میسر آسکے اکٹھا کیا۔ بچی کی دیکھ بھال کی۔ لیکن جب ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ بچی تو کڑاکے کی آواز کے ساتھ ہی ختم ہو چکی ہے۔ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کمال خاموشی و سکون کے ساتھ واپس تشریف لائے۔ دل پر بیحد اثر تھا۔ تکلیف و دکھ تھا۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی کلمہ آپ کی زبان مبارک سے ہم نے سُنا تو یہی تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حقیقی عشق خداوندی اور حقیقی عشق رسول کا تقاضا یہی تھا کہ اس کی رضا پر صحیح معنوں میں راضی ہُوا جائے۔ ہر صدمہ ہر زخم کا پوری عالی حوصلگی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور پھر خدا تعالےٰ کی مرضی پر حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو ڈھال دینا آپ کا کمال تھا۔ سارے صدمے سارے زخم اپنے دل تک محدود رکھتے شاید یہی وجہ تھی کہ آخر کار یہ سب کچھ آپ کی صحت پر بری طرح اثر انداز ہوا۔

عزیز و اقارب سے شفقت و محبت

آپ کو اپنے ہر ایک عزیز سے خواہ وہ دُور کا ہو یا نزدیک کا۔ حقیقی لگاؤ۔ حقیقی محبت اور حقیقی درد تھا۔ بلکہ اپنے عزیزوں کے دور و نزدیک کے رشتہ کا امتیاز بھی کبھی نہ ہوتا۔ آپ کے غیر معمولی محبت و پیار کے سلوک کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ ہمارے بہن بھائی ہمارے پیار و محبت کو بعض اوقات بدگمانی کی نگاہ سے دیکھتے اور شکوہ کرتے تھے اور صاف کہہ دیتے کہ تم وہ پیار و محبت نہیں دیتے جو ہمیں حضور رضؓ سے ملتا ہے۔ سگے بہن بھائی بھی ہم سے آپ کی محبت کے مقابلہ میں بدگمان ہو جاتے۔

ابھی دو چار دن کی بات ہے کہ میرے چھوٹے بھائی نسیم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے راولپنڈی سے آئے۔ آپ جب ملاقات سے واپس میرے پاس آئے تو آپ کا چہرہ دمک رہا تھا۔ میں نے پوچھا نسیم! ملاقات ہوگئی؟ کہنے لگے باجی! ملاقات ہوگئی ہے اور بہت اچھی طرح سے ہوئی ہے۔ لیکن! میری تشنگی بجھی نہیں۔ تشنگی بڑھ گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے آگے بڑھ کر مجھے دو دفعہ گلے لگایا۔ مجھے پیار کیا۔ اور بڑی محبت سے باوجود شدید طور پر تھکے ہوئے ہونے کے میرے محکمانہ حالات کے متعلق دریافت فرماتے رہے اور قیمتی مشورہ بھی دیا۔ لیکن دوران ملاقات جب حضور ایدہُ اللہ نے مجھے گلے لگا کر پیار کیا تو مجھے سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ یاد آگئے کہ آپ ہمیں اسی طرح اس طریق سے بڑھ کر گلے لگایا کرتے تھے۔ پیار کرتے اور انتہائی محبت کا اظہار کرتے تھے۔ آج بڑی مدت کے بعد پھر وہ پیار ملا۔ میری عجیب کیفیت ہوگئی ہے۔" یہ کہتے کہتے میں نے نسیم کی آنکھوں میں خوشی کے غیر معمولی جذبات کی چمک دیکھی۔ اس پر میں نے کہا تم لوگ اپنی ملازمتوں پر رہتے ہو۔ صرف جلسہ کے دو چار دن یہاں گذارتے ہو۔ جلسہ میں ملنا تو صرف زیارت تک ہی محدود رہتا ہے۔ اگر اسی طرح کا پیار چاہتے ہیں تو کچھ چھٹی لے کر جلسہ کے ایام سے پہلے یا بعد میں آیا کریں۔ آپ لوگوں کو ایسا ہی پیار ملے گا۔ جس پیار و محبت کے نشہ میں آپ اس وقت سرشار ہیں۔

حضور رضؓ کو شعر و سخن سے بھی بے حد لگاؤ تھا۔ کسی اچھی آواز والے سے ترنم کے ساتھ دینی اشعار سُننا بھی آپ کو بہت پسند تھا۔ چنانچہ جب کبھی مرکز سے باہر جانے کا اتفاق ہوتا۔ اور احباب کرام میں سے کوئی کسی شاعر کے متعلق اور ان کی آواز کے متعلق تعریف کرتے اور اُن کو بلانے کی پیشکش کرتے تو آپ اسے پسند فرماتے۔ کئی دفعہ کراچی کے سفر میں ایسا ہوا۔ محترم چوہدری محمد عبداللہ خان رضی اللہ عنہ سابق امیر جماعت کراچی اس قسم کا انتظام کیا کرتے تھے۔ ربوہ میں بھی ایک صاحب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اچھی آواز سے نوازا ہے بیماری کے دوران میں بھی کبھی کبھی آپ ان سے درثمین کے اشعار سُننا پسند فرماتے۔

لباس کی غیر معمولی سادگی

جہاں حضور رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں انتہائی طور پر صفائی و نزاکت و نفاست تھی وہاں سادگی کی انتہا بھی پورے کمال پر نظر آتی تھی۔ لباس نہایت سادہ۔ رہنے سہنے کا طریق نہایت سادہ۔ بعض اوقات لباس کی اس قدر سادگی میں ناپسند کرتی تھی۔ جب بھی سردی کا آغاز ہوتا آپ کھدر کے پاجامے وغیرہ بنوانے کا ارشاد فرماتے۔ پھر ان سردیوں کے لئے کھدر کے کُرتے بھی بنا کرتے۔ یہ دونوں چیزیں مجھے پسند نہ ہُوا کرتی تھیں۔ جب کبھی آپ کے لئے یہ لباس بنایا جاتا میں یہ عرض کرتی کہ یہ کپڑے کھردرے ہیں۔ شلوار کے اندر کھدر کی دراز پھولی ہوئی لگتی ہے۔ جو آرام دہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ لحاف بھی سُوتی پرنٹڈ کپڑا چھینٹ وغیرہ کا بنواتے۔ میں عرض کرتی کہ آپ انگلش بنے بنائے دراز منگوایا کریں۔ اسی طرح قمیص ملائم اور عمدہ قسم کے گرم کپڑے کی بنوایا کریں۔ آپ کو آرام اور سکون ملے گا۔ آپ کبھی تو ہنسی میں میرا یہ مطالبہ ٹلا دیتے اور کبھی سنجیدگی سے فرماتے تمہیں پتہ نہیں کہ کھدر گرم ہوتا ہے۔ تم مجھے فیشن نہ سکھایا کرو۔ لیکن! آخر میں نے حضور رضؓ کے آرام و سکون کی خاطر کھدر وغیرہ کھردرے کپڑوں کا استعمال

ترک کروا دیا۔ اور لباس کے قطع و برید میں بھی اس طرح ترمیم کروائی جس سے حضورؓ کو آرام رہا۔ بعد میں جب حضورؓ کی اپنی طبیعت اس قسم کی بوجھل اور رف چیز کی متحمل نہ ہو سکتی تھی تو آپؓ اکثر فرمایا کرتے کہ تم نے اچھا کیا۔ واقعی اب مجھے اس قسم کے ہلکے اور نرم کپڑوں میں آرام محسوس ہوتا ہے۔

ایک دفعہ میں ڈرائینگ روم سیٹ کر رہی تھی۔ میں نے کافی ٹیبل درمیان میں رکھ کر اس پر کوئی معمولی "ڈیکوریشن پلیس" رکھ دیا۔ آپ ملاقات کے لئے اندر تشریف لائے۔ آتے ہی اس پر نگاہ پڑی۔ فرمایا اس ٹیبل کو ہٹاؤ یہاں سے۔ مجھے یہ پسند نہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ کمرہ کے فرنیچر کا حصہ ہے۔ اِدھر اُدھر کونوں میں یہ ٹیبل لڑھکتا پھرتا ہے۔ میں نے اُسے اس کی صحیح جگہ پر رکھ دیا ہے اب دیکھئے! کمرہ میں اور بھی سامان مختصر سا موجود ہی ہے۔ یعنی صوفے اور پردے وغیرہ۔ آپ نے فرمایا پردے وغیرہ دُھوپ گرد و غبار مکھی وغیرہ سے بچنے کے لئے ضروری ہیں۔ صوفے کرسی بھی جب فرش پر بیٹھے کام کرتے کرتے تکان محسوس ہوتی ہے۔ تو پھر ان پر کچھ وقت کام کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اس کافی ٹیبل کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے اس ٹیبل کو ابھی یہاں سے اٹھواؤ۔ چنانچہ وہ اسی وقت وہاں سے اٹھوا دیا گیا۔

خدام پر شفقت، صدقات اور دعائیں

سفروں میں۔۔۔

پکنکوں میں باوجود اس کے کہ ہم نے ہر قسم کا انتظام اور اہتمام کر رکھا ہوتا۔ حضورؓ اکثر ہاتھ پر روٹی رکھتے اور اس پر سالن وغیرہ رکھ کر اسی طرح کھاتے۔ پھر ہمسفر عملہ کا خود اس طرح خیال رکھتے کہ اپنے ہاتھ سے کھانا برتنوں میں سے خود نکالتے اور عملہ کے ہر شخص کو دے دیتے۔ اور ان کا اس حد تک خیال فرماتے کہ کھانے کے تمام تر لوازمات میں سے ایک ایک چیز عملہ کے ہر فرد تک اپنے ہاتھ سے بھجواتے۔ اچار، چٹنی پھل۔ شربت چائے وغیرہ ۔۔۔ تمام سفر میں علاوہ مقررہ عبادت کے تلاوت قرآن کریم تمام وقت ہی رہتی۔ روانگی سے قبل دعائیں۔ صدقات وغیرہ معمول سے بہت بڑھ جاتے۔

باوجود کام میں غیر معمولی مصروفیت کے اور ایسے کام کے جس کی نوعیت ہی کچھ اور تھی اگر ہم لوگوں کو اتفاقی اپنا کام پڑ جاتا جس میں ہم لوگ اکیلے ہوتے۔ کوئی اس وقت پاس مددگار نہ ہوتا تو آپ فوری طور پر خندہ پیشانی سے آگے بڑھ کر ہمارے ساتھ مدد کرتے۔ مثلاً کسی وقت بے وقت، مہمان ہی غیر متوقع طور پر آ جاتے تو آپ اس صورت میں ضرور مدد فرماتے پہلا خیال یہ غالب ہوتا کہ مہمان کی خاطر و مدارات میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ اور مہمان کو تکلیف نہ ہو۔ دُوسرا خیال یہی کہ بیوی کے آرام و راحت اس کے جذبات و احساسات کی رعایت ضروری تھی۔

اَے جانے والے ہزاروں ہزار سلام اور رحمتیں آپ پر ہوں اور ہزاروں ہزار افضال و برکات کا نزول آپ کے بعد آپ کے فرزند دلبند ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر۔ خدا کرے یہ کاروانِ اسلام اس کی قیادت میں ہمیشہ ترقی کی اعلیٰ شاہراہوں پر گامزن رہے۔ یہ سُورج تمام اکنافِ عالم میں پوری آب و تاب کے ساتھ چمکے اور چمکتا چلا جائے۔

اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰمِیْن

(منقول از الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۹ء)

تاریخِ احمدیت کا ایک ورق

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

آسمانی کلام دقیق بھی ہوتا ہے اور ذُو المعارف بھی۔ اور اس کے اسرار و غوامض کا سلسلہ نہایت درجہ وسیع ہوتا ہے۔ اور ہر طلوع ہونے والی صبح اس کی عظمتوں پر ایک نئی گواہی پیش کرتی ہے۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق اگر پسرِ موعود کی پیشگوئی دیکھی جائے تو اس کا لفظ لفظ بحرِ مواج نظر آتا ہے جس کا سطحی سا اندازہ اُوپر کی سطور سے بآسانی لگ سکتا ہے۔ اسی طرح "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ کہنے کو تو اس تاریخی پیشگوئی کے الفاظ میں ایک مختصر سا فقرہ ہے۔ مگر دستِ قدرت نے اس میں "تین" کے لفظ کو عمومیت کا رنگ دے کر واقعات کی ایک دُنیا آباد کر دی۔ اور بتایا کہ خدا تعالےٰ کے علم میں اس خدائی خبر کا ظہور کئی بار مقدر ہے۔ تا ایک لمبے عرصہ تک اتمام حجت کے تقاضے پُوری آب و تاب سے پُورے ہوتے رہیں۔ چنانچہ پہلی اور دُوسری بار اس کا ظہور سیدنا حضرت مصلح موعود کی ولادت باسعادت کے وقت ہوا جبکہ حضور ایک تو پیشگوئی کے انکشاف سے چوتھے سال یعنی ۱۸۸۹ء میں جلوہ افروزِ عالم ہوئے۔

دوسرے آپ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ مرزا فضل احمد صاحب اور بشیر اوّل کے بعد پیدا ہوئے۔ اور چوتھے فرزند تھے۔

اس خبر کا تیسری بار ظہور ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی بیعت کے ذریعہ ہُوا۔ مرزا سلطان احمد صاحبؓ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم اوّل سے فرزندِ اکبر تھے۔ اور انہیں حضورؑ کی مقدس زندگی کا ایک بہت بڑا دور دیکھنے کی سعادت ملی اور وہ آپ کو بصدق دل عاشقِ رسولؐ اور عاشقِ قرآن یقین کرتے تھے مگر وہ حضورؑ کی زندگی میں بیعت میں شامل نہ ہوئے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو مرزا صاحب موصوف سے انتہا درجہ کی محبت و الفت تھی۔ اور وہ اکثر حضرت اقدسؑ کے سامنے آپ کی بعض کتب کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور منشاء یہ ہوتا تھا کہ حضورؑ کی نظرِ کرم صاحبزادہ صاحب کی طرف ہو جائے اور ان کے لئے دعا فرمائیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے معمول کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے سامنے مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک کتاب کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا۔

"مرزا سلطان احمد سے کہو کہ خدا سے صلح کر لے"۔

لیکن صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت اقدس کی زندگی میں اپنے مقدس باپ کی بیعت کا موقعہ میسر نہ آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے انتقال کے بعد خلافتِ اوّل کا زمانہ آیا۔ مگر اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے خاص عقیدت کے باوصف صاحبزادہ صاحبؓ سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کا دَور شروع ہو گیا۔ اور اب بظاہر مرزا سلطان احمد کے حق کی طرف آنے کا امکان یکسر ختم ہو گیا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور باہم عُمر کا تفاوت اس درجہ تھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب کی برات اسی دن گئی تھی جس دن حضرت حضرت مسیح موعودؑ دوسری شادی کے لئے دِلّی تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ وہ خود بھی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سے خلافتِ ثانیہ کے ابتداء میں یہ تذکرہ کیا کرتے تھے کہ بڑے مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں ان کی بیعت کر لیتا .... اب میں اپنے چھوٹے بھائی کی بیعت کیا کروں۔ چنانچہ اسی تذبذب میں خلافتِ ثانیہ کے بھی ۱۵ سال گزر گئے۔ اور عُمر کا آخری حصہ آ پہنچا ہاتھ پاؤں جواب دے گئے۔ اور پاؤں کو بآسانی ہلانے کی سکت بھی باقی نہ رہی کہ یکایک انہوں نے دسمبر ۱۹۳۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ کو پیغام بھیجا کہ میں تو چل نہیں سکتا آپ کسی وقت آ کر میری بیعت لے لیں۔ چنانچہ حضور نے اسی دن ان کی بیعت لی۔ حضور ان کی چارپائی کے قریب ہی بیٹھ گئے اور مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ اور بیعت کر لی۔ اور اس طرح مصلح موعود کی بدولت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے تین زندہ صلبی و رُوحانی بیٹوں (حضرت مصلح موعود، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب) میں مرزا سلطان احمد صاحبؓ کا بھی اضافہ ہو گیا۔

عجیب بات ہے کہ خود مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی مدتوں قبل بذریعہ رویا یہ بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں اور وہ بھی حضور کے پاس ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے آپ سے کہا کہ ایک کُرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔

تین کو چار کرنے کا چوتھی بار ظہور ہمارے سامنے پاکستان میں ربوہ ایسے عظیم الشان مرکزِ احمدیت کے قیام سے ہُوا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور قادیان میں اسلامی مراکز پہلے سے موجود تھے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ناقل) نے ربوہ بسا کر ان تین مراکز میں ایک اور کا اضافہ فرما دیا۔ اور اس طرح آپ تین کو چار کرنے والے بن گئے۔

خود "تین کو چار کرنے والا ہوگا" کی عبارت کے سیاق و سباق میں اس نئے اور چوتھے مرکز کی بعض اہم خصوصیات کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا تھا۔ مثلاً "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کے الفاظ میں اس مرکز کے یوم افتتاح کی خبر دی گئی تھی۔ اور اس سے قبل "علوم باطنی" کے الفاظ کو اس صفت سے پیوست کر کے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ مصلح موعود کو اس چوتھے مرکز کے قیام کی قبل از وقت بذریعہ کشف و رُویا خبر دی جائے گی۔ جو ... پر علوم باطنی کا سرچشمہ اور ماخذ ... چنانچہ اُس خبر کے عین مطابق ... کا افتتاح ۲۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ جو دوشنبہ تھا۔ بلکہ اس کے افتتاح سے سات برس پیشتر آپ کو پہاڑیوں کے دامن

(باقی دیکھیں ص ۲۷ پر)

حضرت المصلح الموعودؓ کی سیرت کے بعض امتیازات

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جو لوگ سلسلہ کے لٹریچر سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو حضرت بانیٔ اسلام علیہ السلام کی خاص بشارت یتزوج و یولد لہٗ اور سلف صالحین کی پیشگوئیوں نیز حضرت بانیٔ احمدیت علیہ السلام کی چالیس روزہ متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے دنیا میں اسلام و احمدیت کے نشوونما اور استحکام جیسے عظیم الشان مقاصد کی تکمیل کے لئے بھیجا تھا۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو آپ کے متعلق بکثرت بشارات دی تھیں جن میں آپ کی زندگی کے خصوصیات کے بارے میں چار پانچ درجن صفات بیان کی گئی تھیں۔ آپ حسب وعدہ الٰہی ان صفات کو لے کر آئے اور پھر وقت آنے پر آپ نے جس اعلیٰ انداز میں ان صفات و کارناموں کو امتیازی رنگ میں ظاہر کیا وہ اپنی مثال آپ ہے

آپ نے جن اخلاقِ حسنہ اور جس اعلیٰ کردار و سیرت کا نمونہ دکھایا اس پر غیر متعصب محققین بھی عش عش کر اٹھے۔ آپ کے وجودِ بابرکت سے روحانیت، قیادت، نظم و ضبط، جذبۂ خدمتِ خلق و احمدیت اور اعلیٰ علمی و سیاسی قابلیت کے جو جوہر کھلے ان کی داد دینا منصف مزاج حضرات اپنا فرض سمجھتے تھے

آپ کی سیرت کے حالات کے بیان کے لئے تو کئی دفتر چاہیئں۔ میں اس مضمون کے بعض پہلوؤں پر اختصار سے کچھ کہنا چاہتا ہوں

بلند پایہ روحانیت

آپ کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا ایک نظر سے ہی تاڑ جاتا تھا کہ آپ کی ہستی غیر معمولی روحانیت کی حامل ہے۔ آپ کے چہرہ سے وہ نور چمکتا تھا جو دلوں کو مسحور کر لیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کے متعلق بتایا تھا کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ اسی وعدہ و بشارت کے تحت آپ کو رؤیا، کشوف و الہامات اور خدائی تائیدات کا ایک سلسلہ حاصل تھا اور آپ کے تمام کاموں میں ایک الٰہی روح کام کرتی نظر آتی تھی جس کام کو بھی آپ ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے اس میں خدا کی تائید آپ کے شاملِ حال ہوتی اور اس میں خدا کا ہاتھ کام کرتا نظر آتا۔ اور یہی روح تھی جو آپ کو ہر کام میں کامیابی کی طرف لے جاتی تھی۔ اور آپ کا کوئی بھی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ احرار کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے جس طرح آپ کو سنبھالا اور دشمن اور حکومتِ پنجاب کے مقابلہ میں فتحیاب کیا اسے ایک دنیا جانتی ہے حکومت کو مجبور ہو کر معافی مانگنی پڑی

تقسیم ملکی کے بعد ۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں وہاں کی پبلک اور حکومت نے مل کر جماعت کو نیست و نابود کرنا چاہا اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور جماعت احمدیہ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو آپ نے برملا وارننگ دی کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ وہ میری طرف دوڑا چلا آ رہا ہے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح مخالفین کو ناکام اور آپ کو کامیاب و کامران کر کے اپنی معیت و تائید کا شاندار اظہار کیا۔ اس خدائی تائید کا سبب آپ کی وہی روحانیت ہی تھی جس کا خدا نے آپ کے متعلق وعدہ دیا تھا۔ آپ کی اس روحانیت کے متعلق بعض غیر از جماعت اصحاب نے واضح طور پر اعتراف کیا ہے اور دراصل یہی وہ بنیادی خصوصیت و امتیاز تھا جس کی مثال دنیا میں فی زمانہ نہ مل سکتی تھی۔

جذبۂ ہمدردی اور خدمتِ احمدیت

آپ کا جذبۂ خدمتِ خلق و احمدیت کا پتہ آپؓ کی زندگی کے اس واقعہ سے نمایاں طور پر لگتا ہے کہ جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی تمام عمائدین سلسلہ حضرت کی نعشِ مبارک کے پاس کھڑے تھے اور ان میں سے کسی کو بھی وہ بات نہ سوجھی جو اس نوجوان کو سوجھی۔ آپ نے حضرت اقدس کی نعش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تمام لوگ آپ کو چھوڑ دیں تو میں اکیلا ہی آپ کے مشن کو چلاؤں گا۔ یہ وہ اعلان تھا جس نے تمام مجمع کو حیران کر دیا۔ اور انہوں نے دل سے آپ کے اولوالعزم ہونے کا یقین و اعتراف کیا اور بعد کے واقعات نے آپ کے اس اعلان کی سو فیصدی تصدیق کر دی۔ ان عمائدین نے حضرت اقدس کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے اور سمجھ لیا کہ قادیان کا مشن ختم ہو جائیگا۔ مگر یہ کس طرح ممکن تھا۔ اگرچہ ان عمائدین نے یہ کہہ کر علیحدگی اختیار کر لی کہ قوم کی باگ ڈور ایک ناتجربہ کار بچہ کے ہاتھ میں کس طرح دی جا سکتی ہے لیکن آپ نے جماعت کی ایسی قیادت کی کہ آخر وہی لوگ اس امر کا اظہار کرنے لگے کہ آپ ان کے مقابلہ میں کامیاب و کامران اور وہ عمائدین ناکام ہو گئے ہیں

آپ کے اسی جذبہ کے تحت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں اسلام و احمدیت کے کامیاب مشن قائم ہوئے۔ مساجد بنیں۔ تراجم قرآن کریم کے علاوہ بکثرت شاندار لٹریچر تیار ہوا۔ مبلغین منظرِ عام پر آئے جنہوں نے تن من دھن سے اسلام کے لئے قربانیاں پیش کیں۔ مضبوط و مستحکم بیت المال قائم ہوا اور اسلام کے لئے جائدادیں اور اوقاف تیار ہوئے جن کے ذریعہ سے جماعت کا قدم ایک بلند و محکم مینار پر جا پڑا کہ آج مخالفین بھی اس کا لوہا ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ آپ کی اولوالعزمی کے نتیجہ میں بڑی بڑی مخالف جماعتیں اپنی جگہ سے ہل گئیں اور منافقین کا بھی پردہ چاک ہوتا رہا۔ اسی جذبۂ خدمت کے تحت آپ نے حیدر آباد کے نظام۔ والیٔ کابل امیر امان اللہ خاں اور لارڈ اردن کے لئے تبلیغی تحفے تیار کئے اور ویمبلے کانفرنس لنڈن کے لئے ۱۹۲۴ء میں "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" جیسی اعلیٰ کتاب تیار کی جو اسلام کا صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔

نظم و ضبط کی بہترین صلاحیت

آپ نے جماعت کے نظم و ضبط کو بھی اس رنگ میں قائم کیا کہ وہ جماعت کے بڑھنے اور مستحکم پکڑنے کا موجب بنا۔ دفتری نظام کو اس اسلوب سے چلایا کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اس جماعت کی تنظیم گورنمنٹ کی تنظیم سے کسی طرح کم اہمیت نہیں رکھتی۔ پھر مرکز اور بیرونی جماعتوں میں مقامی مجالسِ عاملہ کے علاوہ دیگر بہت سی مردانہ و زنانہ مجالس کو قائم کر کے تنظیم کو ایسی اعلیٰ شکل دی کہ جماعت کا ہر فرد اسلام کا سپاہی بن گیا۔

آپ کا جماعت پر بڑا رعب تھا اور یہ مجالس آپ کے اس غیر معمولی رعب و عظمت کے تحت ایک ضبط و کنٹرول کے ساتھ ہمہ تن مصروف عمل رہتی تھیں۔ یہ اسی تنظیم ہی کا نتیجہ تھا کہ مرکز اور مرکز سے باہر دور دراز کی جماعتیں اور افراد تبلیغ اسلام و خدمتِ احمدیت کو اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔ اور پوری جانفشانی سے ان خدمات کو بجا لانا اپنے لئے موجب فخر جانتے تھے۔

اعلیٰ علمی و سیاسی خدمات

یہ آپؓ کی اعلیٰ علمی و سیاسی قابلیت ہی کا نتیجہ ہے کہ سلسلہ کو غیر معمولی لٹریچر حاصل ہوا ہے۔ آپ نے وقت کی ضروریات کے مطابق نہایت کوشش و توجہ سے لٹریچر پیدا کیا۔ اور نہ صرف جماعت کی بلکہ عام مسلمانوں و ہندوؤں و انگریزوں کی سیاسی رہنمائی بھی فرمائی۔ اور سب کو وقت پر صحیح اور جائز لائنوں پر کام کرنے کا مشورہ دیتے رہے حضور نے دوسروں کے حقوق کی نگہداشت و ادائیگی کا خیال رکھنے کے لئے توجہ دلانے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ حکومتِ وقت کو ہر قوم کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ان پر یہ بات واضح کرنے کے لئے پورا زور صرف کر دیا کہ اس دنیا کا ایک خالق و مالک ہے جس کے سامنے سب اقوام و حکومتوں کو جواب دینا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ خوفِ خدا سے کام لے کر سب کے حقوق ادا کریں اس سے محبت کا جذبہ ترقی کرے گا اور اتحاد و امن کو تقویت حاصل ہوگی۔

غیر معمولی ذہنی و جسمانی محنت

محنت و جفاکشی بھی آپؓ کا ایک خاص امتیاز تھا۔ آپ دوسروں سے بہت زیادہ محنت کرتے تھے۔ اور جفاکشی سے کام لیتے تھے۔ دن رات کی محنت اور مساعی کی وجہ سے آپ دائم المریض بھی رہتے مگر خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت اس محنت میں کمی نہ آنے دیتے آپ کے ساتھ کام کرنے والے اگرچہ گھبرا جاتے تھے مگر آپ نے اپنی محنت اور مسلسل و پیہم مساعی کے اعلیٰ نمونہ کے ذریعہ سے جماعت کے اندر کام کرنے کی خاص روح پیدا کر دی تھی۔ آپؓ نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ تمام محکموں کے کارکن روز کا کام روز ختم کریں اور آج کا کام کل پر نہ ڈالا کریں آپ کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل ہوتی تھی۔ اور وہ اس وقت تک کام سے الگ نہ ہوتے تھے جب تک کہ وہ اپنا کام ختم نہ کر لیتے تھے۔ کارکنان پوری سنجیدگی کے ساتھ ہمہ تن مصروفِ عمل رہتے اور اپنے دفتری اوقات کے بعد بھی اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں لگے رہتے۔ آپ کے یہ اوصاف جماعت کے اندر جلوہ گر تھے اور وہ بھی آپ کی سیرت و سوانح کا عملی نمونہ پیش کرنے کی وجہ سے قابلِ تحسین سمجھی جاتی تھی

غرضیکہ آپؓ اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے اسلام کی جلیل القدر ہستیوں میں سے ایک خاص قابلِ قدر اور امتیازی خصوصیت رکھنے والی ہستی تھے۔ جس پر اسلام و احمدیت کو بڑا ناز و فخر ہے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے مبارک وجود کے ذریعہ سے اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ اور اسے کامیابی کے راستہ پر ڈال دیا حضرت بانیٔ احمدیت علیہ السلام نے جس درخت کی تخم ریزی کی تھی۔ اسے آپؓ نے بڑھنے پھلنے اور پھولنے کے قابل بنایا۔ اور جو نور وہ لے کر آئے تھے اس کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کا موجب بنے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ سیرت کے

چند نمایاں پہلو

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی فی ذاتہٖ ایک کائنات تھے۔ ایک حسین و جمیل کائنات وسیع و عریض۔ جس کی وسعتوں کا احاطہ کرنا اور حسن و جمال کا بیان مجھ سے کہیں بہتر علم اور قابلیتوں کے حامل انسان کا تقاضا کرتا ہے۔ ایک ایسے شخص کا تقاضا کرتا ہے جو صرف صاحبِ قلم اور صاحبِ نظر ہی نہ ہو بلکہ روحانیت میں بھی بلند مقام رکھتا ہو۔ تا کہ اس لحاظ سے بھی حضور کی شخصیت کے تمام لطیف پہلوؤں کو بھی اجاگر کر سکے۔ انہیں نچلی سطح کے لیسنے والوں کے لئے قابلِ فہم بنا سکے۔ تب بھی درحقیقت وہ اس بیان کا حق ادا نہیں کر سکے گا جب تک اسے ایک طویل عمر حضرت اقدس رض کے ساتھ رہ کر آپ کی زندگی کے مختلف ادوار میں بدلتی ہوئی عمریں، بدلتے ہوئے قوٰے اور ان پر اثر انداز ہونے والے بدلتے ہوئے پُر سکون یا ہنگامہ خیز حالات میں آپ کی شخصیت کے ہر ردِّ عمل کا مطالعہ کرنے کا موقع نہ ملا ہو۔

ظاہر ہے کہ ایسے وجود تو انہی لوگوں میں سے دستیاب ہو سکتے تھے جن کا بچپن، پھر جوانی اور بڑھاپا حضور رض کے سامنے ساتھ کٹے اور حضور رض کے جلو میں چلتے ہوئے خدمتِ اسلام کی انہی راہوں پر کمال اخلاص و وفا کے ساتھ انہوں نے قدم مارے۔ جن راہوں پر حضور اپنے ان تمام ساتھیوں کو لیکر تا دمِ آخر چلتے رہے۔ یہ روحانی سفر اس وقت بھی جاری تھا جبکہ حضور کے جسمانی قدم ابھی ایک معصوم بچے کے چھوٹے چھوٹے قدم تھے۔ اور مشقت کی زندگی سے نا آشنا تھے اور اس وقت بھی جاری تھا جب ان جسمانی قدموں میں جوانی کی جان پڑی۔ اور اس تیز رفتاری سے اٹھنے لگے کہ بڑے بڑے مضبوط اور قوی خدام بھی آپ کے قرب کو برقرار رکھنے کے لئے بھاگ بھاگ کر اپنے پیچھے رہتے جسموں کو آگے بڑھایا کرتے تھے۔ پھر یہ سفر اُس وقت بھی جاری تھا جبکہ بڑھاپے کی کمزوری سے ٹانگیں نحیف ہو چکی تھیں اور آپ صاحبِ فراش تھے لیکن آپ کی قیادت میں قوم اسی طرح تیز رفتاری کے ساتھ منزل کی جانب بڑھتی رہی۔

غرضیکہ مختلف جسمانی کیفیتوں اور عمر کے مختلف ادوار سے قطع نظر آپ کا روحانی سفر جاری رہا۔ بچپن میں بھی جاری رہا جوانی میں بھی اور بڑھاپے میں بھی اور ہر آنے والے دن نے آپ کو پہلے سے بلند تر مقام پر پایا لیکن آپ کے ہم عمر وہ مجولی بھی تو اکثر و بیشتر اپنی پیدائش کے مقصد کو بکمال پورا کر کے اپنے رب کی طرف لوٹ چکے ہیں اور عظیم روحوں کا یہ عظیم قافلہ بڑے عزم اور استقامت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر چلتا ہوا سرحدِ ادراک سے آگے نکل چکا ہے۔ بہت کم لوگ ان میں سے باقی ہیں جو جانتے ہیں کہ سفر کی مختلف منازل میں اس قافلہ پر کیا گزری اور سالارِ قافلہ کمال دانش و حکمت کے ساتھ کیسے کیسے اڑے وقتوں میں اس قافلہ کو ہر ہلاکت سے بچاتا ہوا لے نکلا۔ کیسے کیسے فضلوں کا سایہ اس کے اور اس کے ہمرکابوں کے سر پر رہا اور کیسے کیسے انعامات و اکرام کی بارشیں انہوں نے دیکھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد بلاشبہ اس دور کی عظیم ترین سرگزشت ہے اور اس لائق ہے کہ اس دور کے وہ بزرگ جو ابھی باقی ہیں مل کر اسے محفوظ کریں اور پھر نسلاً بعد نسلٍ ہر آنے والی جواں سال پود اسے پورے انہماک سے زانوئے ادب تہ کر کے سنے۔ الحمد للہ کہ تاسیسِ فضلِ عمر رض کی طرف سے یہ انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے جو اس وقت مہیا ہیں یہ عظیم سوانحیات منضبط ہونی شروع ہو جائیں گی۔

حضرت اقدسؓ کے عرصۂ حیات کے ساتھ جس حد تک میرا عرصۂ حیات منطبق ہوتا ہے مجھے اس تمام عرصہ میں حضور رض کو بیک وقت دو حیثیتوں سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ایک بیٹے کی حیثیت سے، دوسرے مرید اور مبائع کی حیثیت سے۔ یا بالفاظِ دیگر بیک وقت حضور کی دو حیثیتیں میرے پیشِ نظر رہیں ایک باپ کی اور دوسرے ایک خلیفۃ المسیح کی۔

ہوش کے زمانہ سے لے کر ۳۰ سال کی عمر تک مجھے مذکورہ بالا دو حیثیتوں سے حضور کی زندگی کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اور اس عرصہ میں مجھے ایک امر لبا اوقات ورطۂ حیرت میں ڈالتا رہا اور وہ حضور کی شخصیت کی ہمہ گیری ہے۔ حضور اپنی ذات میں ایک زندہ کائنات تھے یا قرآنی اصطلاح میں "اُمّت" کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ بیسیوں انسانوں کے خواص آپ کی تنہا ذات میں جمع تھے اور بلاشک آپ نے ایک تنہا شخص کے دائرۂ حیات میں بیسیوں آدمیوں کی زندگی بسر کی ہے۔ اتنے معمور الاوقات اور اپنے صرف کردہ اوقات سے اپنی توجہ کی اتنی زیادہ قیمت وصول کرنے والے لوگ دنیا میں کم کم اور شاذ و نادر نظر آتے ہیں۔

آپ ایک بلند مرتبہ مذہبی رہنما تھے۔ ایک عظیم فلسفی اور حکیم بھی کہ جن پر تقدیرِ امم اور قوموں کے بلند و پست کے راز کھولے گئے تھے ایک بلند پایہ شاعر اور ایک اعلیٰ درجہ کے نثر نگار۔ ایک ایسے مقرر جن کی قوتِ بیان اور سحر آفرینی کا سکہ دشمن کے دل پر بھی چلتا تھا۔ آپ کا بیان دلوں پر جادو کرتا تھا اور قوتِ فکر کو حیران چھوڑ جاتا تھا۔ دورانِ خطابت لبا اوقات ایسے لمحے بھی آتے تھے کہ گویا جمیع حاضرین دلوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئی ہیں اور جذبات اور افکار کی تاریں آپ کی انگلیوں سے الجھی ہوئی ہیں۔ آپ کی آواز ہر مردانہ حسن سے مزین تھی۔ بھری ہوئی پُرسوز پُر شوکت۔ ایک ایسی زندہ آواز جو ایک حال پہ ٹھہرا نہیں جانتی تھی۔ بلکہ مضمون کی مطابقت کے ساتھ زیر و بم اختیار کرتی اور مقتضائے حال کے مطابق رونا اور ہنسنا جانتی تھی آپ کا ترنم ایک منفرد حیثیت رکھتا تھا۔ اور آپ کی تلاوت اور مترنم آواز میں پڑھے اشعار میں بے پناہ سوز اور ایک ناقابلِ بیان جاذب تھا۔

بحیثیت زبان دان آپ رض کا مقام اس صدی کی چیدہ شخصیتوں میں شمار ہوتا ہے۔ اردو عربی اور فارسی ہر سہ زبان میں آپ کا منظوم کلام آپ کی زباندانی پر ہمیشہ زندہ گواہ رہے گا۔ انگریزی ادب میں بھی آپ کا مطالعہ جتنا وسیع تھا بہت کم انگریزی دان اس وسعتِ مطالعہ کا دعوےٰ کر سکتے ہیں۔ آپ اس تیزی سے کتاب کا مطالعہ فرماتے تھے جیسے کوئی تیز رفتار گھوڑا سفر قطع کر رہا ہو۔ مگر حیرت ہے کہ مطالعہ کی اس تیز رفتاری کے باوجود ذہن مضمون کے باریک ترین پہلوؤں تک بھی رسائی پا جاتا تھا۔

یہ قلب و نظر کی باریکیاں اور ادبی نفاستیں ایک طرف۔ اور ایک طرف تنومند قابل اور تجربہ کار زمیندار کی حیثیت سے آپ کی شخصیت کے ان دونوں پہلوؤں کے مطالعہ کے لئے نظر کو شرق تا غرب گھومنا پڑتا ہے آپ کا زراعت کا علم اور تجربہ اور فنِ باغبانی میں آپ کی مہارت اور وسیع معلومات بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار ماہرینِ زراعت کو انگشت بدنداں کئے دیتے تھے

ایک طبیب کی حیثیت سے بھی آپ بلاشبہ اس دور کے حاذق اطبّا کی صفِ اوّل میں شمار ہونے کے لائق تھے اور سینکڑوں شفایاب مریض آپ کے دستِ شفا کی گواہی دینے والے آج بھی زندہ ہیں۔

آپؓ ایک ماہر ہومیو پیتھ تھے اور اس علم میں بھی آپ کا مطالعہ اپنی وسعت میں پاک و ہند کے اکثر نامور ہومیو پیتھ ڈاکٹروں سے زیادہ تھا۔ آپ کے ہاتھوں میں غیر معمولی شفا تھی جس کا ایک گواہ میں خود بھی ہوں یوں تو بیسیوں مرتبہ مختلف بیماریوں میں آپ کی مرسلہ ہومیو پیتھک دوائیں استعمال کیں اور فائدہ اٹھایا لیکن ایک مرتبہ تو اس سرعت سے فائدہ ہوا کہ یقین نہیں آیا تھا۔ میں آدھے سر کی شدید درد میں مبتلا تھا جو اس حد تک تھی کہ منہ سے بات نکالنی مشکل تھی بمشکل اپنی والدہ حضرت سیدہ مہر آپا کو تکلیف سمجھا کر دعا اور دوا کی درخواست کے ساتھ حضور کی خدمت میں بھجوایا۔ جو دعا حضور نے کی وہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جو دوا حضور نے بھیجی منہ میں رکھ کر حضرت مہر آپا کے چند سوالات کے جواب دیتا رہا جس میں دو تین منٹ کا وقفہ صرف ہوا ہوگا آخر پر جب رخصت ہونے وقت انہوں نے پوچھا کہ سر درد کا کیا حال ہے تو اس وقت مجھے یاد آیا کہ مجھے سر درد تھی۔ اس مختصر عرصہ میں سر درد کے پیچھے رہنے والے اثرات بھی مٹ چکے تھے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تنہا دعا کا اثر تھا یا دوا کا۔ دونوں ہی خدا تعالیٰ کے جاری کردہ قوانین ہیں۔ ہاں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اگر دعا کا اثر تھا تو وہ اس دوا کے لباس میں ظاہر ہوا تھا

جسمانی دنیا میں آپ کے دستِ شفا کے معجزے گو بہت کثیر اور بہت عجیب و غریب لیکن

درحقیقت آپ کی شفا کا حلقہ دنیائے روحانیت سے تعلق رکھتا تھا اور اطبار روحانی میں آپ بلاشبہ اپنے زمانہ کے بے مثل طبیب اور سالار قافلہ تھے اور اس بلند بانگ نعرے کا حق رکھتے تھے کہ ؎

میری طرف چلے آئیں مریض روحانی!
کہ ان کے درد دل و دکھ کا میں طبیب ہوں
ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں میں

اللہ تعالیٰ کی صفت لطیف سے آپ کو گہرا تعلق تھا اور ہر معاملہ میں آپ کی باریک بینی اور لطافت امتیازی شان رکھتی تھی۔ ایک طبعی سلامت اور روانی کے ساتھ آپ کا ذہن مشکل ترین امور کی تہ تک اتر جاتا تھا اور سخت الجھے ہوئے معاملات کی گتھیاں سلجھا لیتا تھا ظاہر ہے کہ ایسا باریک بین ذہن جب ایک پاکیزہ اور مخلص دل کے ساتھ قرآن پر عاشق ہو جائے تو بشرطِ منشائے ایزدی معانی اور حکمتوں کے جہان روشن ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہوا اور جب آسمانی ہدایت کا نور آپ کے مصفیٰ قلب و دماغ پر چمکا تو انوار قرآنی کا ایک موّاج دریا آپ کے قلب و نظر سے پھوٹ پڑا اور تفسیر کبیر جیسی بے مثل کتاب عشاقِ قرآن کو عطا ہوئی۔ یہ تفسیر کیا ہے۔ ظاہری اور باطنی علوم کا ایک موجزن سمندر ہے۔ ایک مفسر قرآن کی حیثیت سے ہی اگر آپ کی زندگی پر نظر کی جائے تو یہ زندگی ایک معجزہ تھی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کئی علمائے ربانی کی زندگیاں یکے بعد دیگرے آپ کو عطا ہوئیں تب آنکے اجتماعی مطالعہ کے نچوڑ نے اپنی پختگی کے بعد اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ اس عظیم الشان تفسیر کو جنم دیا۔

ایک طرف اس عظیم الشان اور روحانی مقام مفسر قرآن کو دیکھئے اور دوسری جانب اسی وجود کو ایک ایسے گھریلو انسان کے طور پر پہچاننے کی کوشش کیجئے جو اپنے بیوی بچوں کی بے تکلف مجالس میں بیٹھ کر لطیفوں اور کہانیوں سے ان کا دل بھی بہلانا جانتا ہے اور ان کی پہیلیاں بوجھتا اور اپنی پہیلیاں ان سے بجھواتا ہے۔ اور ان کے ساتھ کبھی پہاڑوں اور دلکش وادیوں اور کبھی دریاؤں کی سیر کو جاتا ہے اور کبھی خشکی کے اور کبھی دریائی پرندوں کے شکار کو نکلتا ہے۔ اور وہ دریا کے کنارے ہونے والے دوڑ کے مقابلوں میں پورے اہتمام سے حصہ لیتا ہے جو تفریح کے دوران اہل قافلہ آپس میں کرتے ہیں۔

اس مزاج میں ظاہر ہونے والی اس حسنی کے اندازوں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے اور اس چہرے کے خدوخال سے خوب آشنا ہو جائیے۔ پھر ایک بار مدبر کے لباس میں بھی پہچاننے کی کوشش کیجئے کہ جو خدا تعالیٰ کی عطا کردہ غیر معمولی فراست کی بنا پر قوموں کی زندگی اور موت کے رازہائے کہنہ سے واقف ہے اور اپنے دور کی عالمی سیاست کی صرف باریکیوں سے ہی واقف نہیں بلکہ ان کے دور رس نتائج پر بھی ایک دور بین نظر رکھتا ہے اور بڑے بڑے جہاندیدہ سیاستدان اپنی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ۔ اللہ!! قدرتِ ربی کا یہ کیسا معجزہ ہے کہ ایک عظیم شخصیت کی صورت میں جہانِ معانی کے شرق و غرب اور شمال و جنوب کو محیط ہے۔ آپ کی سیاسی بصارت اور دور بینی کے مضمون کو ہی اگر چھیڑا جائے تو ایک عظیم کتاب آپ کی شخصیت کے صرف اس پہلو پر لکھی جا سکتی ہے

آپؓ محنت کے ایسے عادی تھے کہ آپ کی روزمرہ زندگی کا پروگرام ایک مضبوط توئی کے حامل انسان کے لئے بھی کہ جسے مافوق العادت نصرتِ الٰہی حاصل نہ ہو اعصاب شکن ثابت ہو سکتا تھا۔ پنج وقتہ نماز باجماعت کی امامت بیسیوں مختلف المزاج انسانوں سے روزانہ ملاقات۔ جماعت کی مختلف انجمنوں کے اور مجالس کے کام کی تفصیلی نگرانی اور رہنمائی۔ روزانہ سینکڑوں خطوط کا مطالعہ اور ان کے جوابات۔ ذاتی کاموں اور مشکلات کے سلسلہ میں روزانہ بیسیوں مشورے اور امداد کے طالبین کے لئے رہنمائی اور امداد۔ ہومیوپیتھ اور طبی علاج کے ضمن میں مریضوں کو مشورے تمام دنیا میں اسلام کے دشمنوں کی طرف سے کئے جانے والے خطرناک حملوں سے اسلام کا دفاع۔ اور ٹھوس علمی تحقیقات کے بعد تصانیف کی صورت میں ان کا مؤثر جواب۔ آئے دن سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کئے جانے والے حملوں کا دفاع اور ان کے جوابات روزانہ دینی اور متفرق موضوعات پر سینکڑوں صفحات کا مطالعہ۔ تمام جماعتی جائداد اور اور کاروبار نیز اپنی ذاتی جائداد اور کاروبار کی نگرانی۔ اپنے وسیع خاندان کی نگہداشت۔ جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے سیر اور بعض اور کھیلوں میں حصہ لینا۔ آئے دن مختلف تقریبات میں شمولیت اور طویل تقاریر۔ سخت تھکا دینے والے طویل کاموں کی سرانجام دہی کے بعد جب رات کے بارہ ایک یا دو بجے آپ سوتے تو تہجد کے لئے پھر طلوع فجر سے قبل آپ بیدار ہو جاتے تھے۔ اور اسلام اور بنی نوع انسان کی عمومی بہبود کے لئے دعائیں کرنے کے علاوہ ان سب پریشان حال لوگوں کے لئے دعائیں کرتے تھے جن کی پریشانی کے خطوط دن بھر موصول ہوتے رہتے تھے۔

آپ کی یادداشت حیرت انگیز تھی اور ہر شخص کی انفرادی مشکلات اور مسائل کو یاد رکھتے تھے اور اس کے مطابق پرسان حالی فرماتے تھے۔ ہزارہا غرباء اور مساکین بیوگان اور یتامیٰ کی جماعتی ذرائع سے بھی پرورش فرماتے تھے اور ذاتی ذرائع سے بھی۔ مشکلات کی کوئی ایسی قسم نہ ہوگی جس کے ضمن میں آپ سے امداد یا رہنمائی طلب نہ کی جاتی ہو۔ میاں بیوی کے جھگڑے۔ بھائی بہن کے اختلافات۔ برادری کی ناچاقیاں۔ لین دین اور جائداد کے قضیئے۔ بیماریاں۔ قرض۔ زمینداره اور تجارت کے ضمن میں پیدا ہونے والے مسائل۔ رشتوں کی تلاش روزگار کی فکر۔ نوکری کے جھگڑے۔ غرضیکہ انسانی زندگی کے ساتھ جتنے بھی مسائل متعلق ہو سکتے ہیں وہ سب، اور صرف ایک زندگی کے ہی نہیں بلکہ ہزارہا زندگیوں کے وہ سب مسائل سلجھائے جانے کے لئے آپ کی سمت ہجوم در ہجوم بھیجے جاتے تھے۔ شاید ہی کبھی کوئی ایسا موقع پیدا ہوا کہ آپ کو کاموں کی مداخلت کے بغیر کھانا کھانا نصیب ہوا ہو۔ بسا اوقات ایک ایک کھانے کے دوران چار چار پانچ پانچ مرتبہ صحن کا دروازہ کھٹکتا تھا۔ اور ہم دوڑ دوڑ کے ضروری پیغام اور رقعے لانے دروازے کی طرف جایا کرتے تھے۔ کثرتِ کار کی وجہ سے آپ کو یہ عادت پڑ چکی تھی کہ بہت سے کام کھانا کھانے کے دوران ہی کر لیا کرتے تھے مثلاً رقعے پڑھ کر قابلِ تصفیہ امور پر ان کا جواب دینا یا اخبار کا مطالعہ کرنا وغیرہ۔ خصوصاً صبح کے ناشتے کے وقت تو روزمرہ کا دستور تھا کہ دورانِ ناشتہ ہی اخبار کے مطالعہ سے فارغ ہو جاتے تھے۔ ان شدید مصروفیتوں کے باوجود آپ بعض زائد دلچسپیوں کے لئے بھی وقت نکال لیتے تھے۔

عطرسازی اور دواسازی میں آپ کو دلچسپی تھی۔ خصوصاً اول الذکر سے غیر معمولی شغف تھا۔ یوں تو سب احساسات غیر معمولی طور پر تیز تھے مگر قوتِ شامّہ تو اپنی لطافت اور زود حسی میں استثنائی حیثیت رکھتی تھی بسا اوقات آپ ایسی لطیف بو کو بھی محسوس فرما لیتے تھے جو دوسرے سب موجود لوگوں کے لئے غیر محسوس ہوتی تھی۔ لیکن عند التحقیق حضور کی قوتِ شامّہ کی گواہی ہی سچی ثابت ہوتی۔ کئی پھولوں کے عرق آپ گھر میں ہی اپنی نگرانی میں نکلوایا کرتے تھے

گھوڑ سواری کا بھی آپ کو شوق تھا اور ایک ماہر گھوڑ سوار تھے۔ اسی طرح تیراکی میں بھی دلچسپی تھی۔ اور تیراکی کی لمبی دوڑ میں جوانوں کو پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔ مسلسل کئی گھنٹے تک تیر سکتے تھے

لان ٹینس بھی ایک عرصہ تک کھیلتے رہے اور ٹیبل ٹینس میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ مسمریزم کا بھی ملکہ تھا لیکن اس فن کا مظاہرہ شاذ و نادر ہی کرتے تھے اور وہ بھی گھر کے بچوں کے اصرار پر۔ اور زندگی کے آخری پچیس ۲۵ سال میں تو کلیتہً ترک کر دیا تھا۔ اور مجھے یاد نہیں کہ ایک بار بھی مسمریزم کا کوئی مظاہرہ فرمایا ہو دراصل اس سلسلہ میں آپ کو کوئی خاص مشق کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی ایک آہنی عزم اور فولادی قوتِ ارادی عطا فرما رکھے تھے۔ محض فن کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے کسی وقت معمولی توجہ سے آپؓ میں یہ قوت پیدا ہو گئی تھی۔

حضورؓ کی شخصیت کا یہ ایک مختصر سا تعارف ہے جو دراصل ایک تعارف سے بھی کم ہے۔ اسے اگر حضور کی شخصیت کے ابواب کے عنوانات قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

جہاں تک سیرت کا تعلق ہے وہ ایک علیحدہ مضمون ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ آپ کے تعلق باللہ، عشقِ رسول۔ اسلام کے لئے درد، بنی نوع انسان سے گہری ہمدردی، اور ان کی خاطر ایثار۔ بیوی بچوں۔ دوستوں۔ بہنوں بھائیوں، اعزہ اقارب سے سلوک۔ دشمن سے سلوک۔ چھوٹوں سے پیار۔ بڑوں کا احترام۔ عورت کی عزت۔ مظلوم کے لئے غیرت۔ آپ کی وفا۔ امانت۔ دیانت۔ غیرت۔ خدا کا خوف انسانوں سے بے خوفی۔ حیا۔ بردباری۔ وقار مہمان نوازی۔ تحمل۔ صبر۔ مزاح اور اسی طرح فطرتِ انسانی کے بیسیوں پہلو ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور کی سیرت پر سیر حاصل بحث کی جا سکتی ہے۔ میں تنہا اپنی یاد سے بھی ان تمام عناوین پر سینکڑوں واقعات بیان کر سکتا ہوں لیکن یہ بیان ایک بہت ہی طویل محفل کا تقاضا کرتا ہے۔

افسوس اس عظیم الشان شخصیت سے جس کا وجود ایک معجزہ سے کم نہیں تھا اور جو اپنی ذات میں آنحضرت صلعم کی صداقت کی ایک روشن دلیل تھا آج دنیا کی بھاری اکثریت اس کی سیرت و کردار کی تفصیلات سے واقف نہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ؎

اک روز آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
امّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(بشکریہ اخبار احمدیہ لنڈن۔ تبوک ۱۳۴۸ھ)

دعائے مغفرت

افسوس کہ جماعت احمدیہ تابرکوٹ (اڑیسہ) کے ایک مخلص احمدی ناصر خاں صاحب مورخہ ۲۲ کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے

خاکسار محسن خاں مبلغ کرڑاپلی اڑیسہ

حضرت مصلح موعود سے وابستہ چند یادیں

از مکرم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مولف اصحاب احمد قادیان

قبولیت دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی رو سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شان کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ تھی۔ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے آپ دعاؤں میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اور یہ دعائیں معجزانہ رنگ میں قبول ہوتی رہیں ایک وقت ایسا آیا کہ مخالفینِ سلسلہ کو حکومت پنجاب نے جماعت کے خلاف نہ صرف مشتعل کیا بلکہ ان کی ہر رنگ میں اعانت کی۔ لیکن ان کے سارے منصوبوں کا تار و پُو اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت خاص سے بکھیر دیا۔ اور وہ سراسر ناکام و نامراد ہو گئے

آغازِ سلسلہ احمدیہ سے اس وقت تک ایسی مخالفت کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور جمعیّت اعدار تحدّی سے کہہ رہی تھی کہ ہم احمدیت کا استیصال کر دیں گے۔ ان لوگوں کی من مانی کارروائیاں چلنے لگیں لاکھوں روپے عوام سے بھی ملنے لگے احمدی احباب پر ہر جگہ قافیۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اس وقت دنیوی طور پر جماعت احمدیہ میں جو شخصیت سب سے معزز تھی اس کے خاندان کو باوجود کمال وجاہت و اکرام کے اپنے وطن میں شدید مخالفت کا سامنا ہو رہا تھا۔ پھر قادیان میں بھی ایسے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ ظلم و تعدّی کی شدّت کے باعث کوئی احمدی صبر و تحمل کی راہ سے ذرا بھی بھٹک جائے تو پولیس اور حکومت اس موقع کو مغتنم جانیں حتیٰ کہ ایک نیقر نوجوان کے ذریعہ دن دہاڑے اور بر سرِ عام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر لاٹھی سے حملہ کروا کر جماعت احمدیہ کے قلوب کو شدید طور پر مجروح کیا گیا۔ ان کے جذبات یقیناً مشتعل ہو کر نہ معلوم کونسی صورت اختیار کر لیتے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بار بار کی تاکیدی نصائح کے نتیجہ میں احباب نے قابلِ صد تحسین صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا اور پنجاب میں یوں آسمانِ شہرت پر پہنچے ہوئے اعدار کو اللہ تعالےٰ نے غیر متوقع حالات پیدا کر کے یکعنتہً قعرِ مذلت میں گرا دیا۔ اعدار اور ان کی پشت پناہ حکومت دونوں ورطۂ حیرت اور بحرِ یاس و ناامیدی میں ڈوب گئے۔

سلسلہ کے لئے دعاؤں کے علاوہ ہر احمدی خاندان کو حضور کی دعاؤں کی قبولیت کی برکت حاصل ہوئی ہے۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں قادیان سے خاکسار دیپالپور ضلع منٹگمری (حال ساہیوال) گیا تو ایک ہندو مدرس نے دورانِ گفتگو میں بتایا کہ مجھے تجربہ ہے کہ آپ کے فلاں چچا صاحب کے کسی بچے کی حالت بیماری سے جب بھی تشویش والی ہوتی تو خواہ ڈاک کا وقت نہ ہوتا اور رات کا وقت ہوتا وہ اسی وقت حضور کی خدمت میں دعا کا خط حوالۂ ڈاک کر دیتے اور فوراً بعد ہی تشویش والی صورت دور ہو جاتی۔ یہ گویا حضور کی جماعت کے لئے شب و روز کی عمومی دعاؤں کا فیض تھا۔

مکرم چودھری بشیر الدین صاحب چند روز قبل یوگنڈا سے تشریف لائے تھے۔ کوئی پینتالیس سال قبل کا واقعہ وہ اور مکرم فضل الٰہی خاں صاحب درویش (جو والی بال کی ٹیم کے کیپٹن تھے) سناتے تھے کہ قادیان سے نٹ بال، والی بال اور ہاکی کی ٹیمیں بٹالہ کے HAPPY کلب کے ساتھ مقابلہ کے لئے گئیں۔ اس کلب کی ٹیمیں بہت ہی مضبوط تھیں۔ ہاکی کے مقابلہ میں اس کلب نے دو گول ہماری ٹیم پر کر دیئے۔ اور کھیل کی حالت سے کلب کی کامیابی عیاں تھی۔ حضور رضی اللہ عنہ بٹالہ سے گزر رہے تھے کہ حضور سے کسی نے ذکر کیا اور آپ وہاں تشریف لے آئے یہ مقابلہ بیرنگ کالج کے میدان میں ہو رہا تھا اور چودھری صاحب موصوف بھی کھیل میں شامل تھے۔ چند لمحوں میں ہماری ٹیم نے دو گول اتار دیئے۔ اور پھر ایک یا دو گول مزید کر کے جیت گئے۔ نہ صرف یہی بلکہ دیگر مقابلوں میں بھی ہماری ٹیمیں کامیاب ہوئیں۔ وہاں بھی اور شہر میں بھی ہم نے یہی چرچا سنا کہ مرزا صاحب آئے تھے نہ معلوم انہوں نے کیا جادو کیا یا پھونک ماری کہ پانسہ ہی پلٹ گیا۔

ایک قریب کے ضلع سے وہاں کے کالج کے پرنسپل جو ہندو تھے قادیان چند سال قبل اپنے بیٹے کو لائے اور بتایا کہ حضرت مصلح موعود کی دعا سے یہ بچہ مجھے عطا ہوا تھا، میں اسے قادیان دکھانے آیا ہوں تا جہاں کی دعا سے یہ پیدا ہوا تھا اس سے اس کا رابطہ قائم ہو۔ تقسیمِ ملک سے قبل ایک ہندو قادیان میں تھانیدار تھے۔ اولاد سے محروم تھے۔ ان کی اہلیہ صاحبہ نے مراسم اہلیہ صاحبہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب ... سے بہتی جو حضور کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری تھے موصوفہ کے مشورہ کے مطابق تھانیدارنی صاحبہ ان کے ساتھ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کرنے ڈلہوزی گئیں۔ مکرم اعجاز صاحب بھی وہیں تھے چنانچہ تھانیدار صاحب کے بہنوئی جو تقسیم ملک کے بعد پناہ گزیں ہو کر کوچہ الحکم میں آباد ہوئے تھے سناتے تھے کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور کوئی دس سال قبل تھانیدار صاحب سے دلّی میں اتفاقاً خاکسار کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی بہت خوشی سے اس کا تذکرہ کیا

سفارش بعض لوگ دنیادار افراد کے طریق پر حضور سے بعض احمدی حکامِ عدالت کے پاس سفارش کے لئے آتے تھے لیکن حضور اس امر کو پسند نہ کرتے تھے حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحب قصور میں متعین تھے اس علاقہ کے ایک سکھ صاحب آئے اور اصرار کرنے لگے کہ میرا عزیز بالکل بے قصور ہے اس کے بری کرنے کے لئے میاں صاحب سے سفارش کی جائے۔ حضور بہت دیر تک سمجھاتے رہے کہ جماعت کو میری طرف سے ہمیشہ انصاف کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اور میاں صاحب خود ہی نیک آدمی ہیں وہ بغیر سفارش کے بھی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے جب اُن صاحب کا اصرار بہت زیادہ ہوا تو فرمایا کہ اچھا میں انہیں اس شرط پر خاص توجہ دینے کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر آپ کا عزیز وہ قصوروار پائیں تو اسے دگنی سزا دیں۔ کیونکہ آپ یقین دلاتے ہیں کہ وہ بے قصور ہے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ بیشک آپ یوں لکھ دیں واقعی وہ بالکل بے قصور ہے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر خاکسار نے میاں صاحب کی خدمت میں لکھ دیا کہ آپ سے ہمیشہ ہی انصاف پسندی کی امید ہے پھر بھی حضور فرماتے ہیں کہ اس مقدمہ کے معاملہ پر زیادہ توجہ دی جائے تا کہ آپ حقیقت تک پہنچ سکیں۔ اور یہ سفارش لے جانے والے صاحب کہتے ہیں کہ اگر ان کا عزیز بے قصور نہ ہو تو بیشک آپ اسے دگنی سزا دیں۔ کچھ دنوں بعد وہ صاحب آئے اور شکوہ کرنے لگے کہ ڈپٹی صاحب نے اسے دگنی سزا دیدی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بے قصور نہ ہو گا۔ اس پر اس نے اقرار کیا کہ وہ واقعی قصوروار تھا تو فرمایا کہ آپ کی رضامندی سے تحریر کیا گیا تھا اور اس کے مطابق انہوں نے دگنی سزا دیدی۔ اب شکوہ کس بات کا ہے؟

البتہ احمدیوں اور غیر مسلموں کو ملازمت دلانے وغیرہ کے متعلق جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور دیگر احمدی افسران کو حضور لکھواتے رہتے تھے تا کہ وہ جائز طور پر مدد کریں اور وہ کرتے بھی تھے ایک دفعہ جناب چودھری صاحب کے ہاں شملہ میں حضور کا قیام کئی ماہ تک رہا۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی شادی ہوئی تھی ان کو اور ان کے میاں کو لے کر حضور وہاں تشریف لے گئے تھے۔ خاکسار کے ذریعہ بطور پرائیویٹ سیکرٹری جو ایسی سفارشات جناب چودھری صاحب کے پاس پہنچتی تھیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے ایک روز مجھ سے فرمایا You are my greatest tormentor (کہ تم مجھے سب سے زیادہ تکلیف دہندہ ہو۔) گویا آپ نے اظہار فرمایا کہ آپ کو اس بارے میں کس قدر خاص توجہ دینی اور تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ اس زمانہ میں یہ کام بہت ہی مشکل تھا۔ ملازمتیں بہت کم تھیں اور بعض خاص طبقات محکموں پر چھائے ہوئے تھے

لیکن جب احباب نے اس طور پر سفارشیں جناب چودھری صاحب کے پاس کرانا چاہیں گویا ان کے ذریعہ حتمی طور پر کام ہو جائیں گے اور ان کی توجہ کے بغیر کام نہ ہو سکیں گے تو روحانی طور پر اس خیال کو حضور نے نہایت ہی ناپسند فرمایا اور ایک تقریر میں بالوضاحت اس کا اظہار کر کے احباب کو اس سے منع فرمایا

مساوات اور دلداری دنیا میں ہیسویں صدی میں بھی طبقاتی منافرت ابھی قائم ہے حسنو مماً صاحب عزت و اقتدار اور جاہ و حشمت افراد و خاندان غریب طبقہ سے حقیقی مساوات کا سلوک نہیں کرتے خاکسار نے بعض مسلم پیروں کو دیکھا ہے کہ ان کے خادم جو ان کے نسلاً بعد نسل حد درجہ جاں نثار تھے وہ پیر صاحبان بلکہ ان کی اولاد کے سامنے چارپائی یا کرسی پر نہیں بیٹھ سکتے تھے بلکہ زمین پر بیٹھتے تھے لیکن حضرت مصلح موعود اپنے قول و عمل سے مساوات پر عامل تھے۔ شملہ کے مذکورہ بالا کئی ماہ کے قیام میں ایک ہی میز پر حضور اور جناب چودھری صاحب، اور حضور کے داماد محترم میاں عبد الرحیم احمد صاحب اور حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب صبح اور عصر کے ناشتے اور دوپہر اور رات کے کھانے کھاتے تھے اور خاکسار کو بھی ہمیشہ وہیں شامل رکھا جاتا تھا اور کبھی دور کا بھی اس امر کا اظہار حضور کی طرف سے نہیں پایا گیا کہ خاکسار وہاں کیوں [illegible] ہے۔ جو کہ ظاہراً بے حد غریب ہونے کے علاوہ حضور کے نہایت ادنیٰ غلاموں میں سے تھا بلکہ خود خاکسار دل میں یہ چاہتا تھا کہ میں وہاں شرکت نہ کیا کروں کیونکہ حضور کے خداداد رعب کی وجہ سے میرے لئے کھانا مشکل ہوتا

تھا۔ اسی طرح حضور کا یہ سلوک تھا کہ اپنے ہی دفتر کا بھی کوئی معمولی سے معمولی کارکن بھی اپنے ذاتی امور کے متعلق مشورہ کیلئے ملاقات میں ملاقات کرتا تو حضور دوسروں کے لئے جس طرح اٹھتے اسی طرح تعظیم و اکرام کے طور پر اٹھتے اور مصافحہ کا موقع عطا کرتے اور نہایت توجہ سے مشورہ عنایت فرماتے اور حضور کا یہ ارشاد تھا کہ معمولی سے معمولی شخص بھی دفاتر میں آئے تو افسر جس سے وہ ملاقات کرے اٹھ کر ملیں۔ حضور جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ میں میری ایک ران سُن ہو گئی اور یہ تکلیف بڑھنے لگی۔ خاکسار نے دفتر میں آکر صرف دعا کے لئے حضور کی خدمت میں رقعہ لکھا اور گھر چلا گیا۔ جب حضور کو ملا تو کسی کے ہاتھ میرے گھر دور محلہ دار الفضل میں ہومیو پیتھی دوا بھجوائی۔ میری تکلیف بہت بڑھ چکی تھی اور ران سر بھی سُن ہو گیا تھا۔ حضور کی دعا اور دوا سے اللہ تعالیٰ اسی روز چند گھنٹوں میں کلی شفاء ہو گئی۔ غالباً مکرم ۔۔ نواب دین صاحب (مدفون بہشتی مقبرہ) در مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا واقعہ ہے۔ دلداری کی خاطر حضور نے قصر خلافت میں ایسی حالت میں ان کا جنازہ پڑھایا کہ حضور بوجہ شدید علالت کے خود کھڑے بھی نہ ہو سکتے تھے اور کسی نے حضور کو تھاما ہوا تھا۔ کئی شریف لیکن غریب گھرانے تھے۔ حضور مخفی طور پر ان کی مالی مدد فرماتے تھے اور غریب سے غریب شخص کے ہاں دعوت پر جانے سے بھی انکار نہ کرتے تھے۔ حالانکہ دعوت کرنے والے کے حالات سے یقینی علم ہوتا تھا کہ بہت ادنےٰ سا کھانا ہاں ہو گا۔ کیونکہ کھانا مقصود نہ ہوتا تھا بلکہ دلداری مقصود ہوتی تھی۔ بلکہ اگر کوئی کھانے کو برا مناتا تو حضور اسے ناپسند فرماتے

روحانی مقام رفیع

حضور نے ذکر فرمایا کہ سردار بلدیو سنگھ (سابق وزیر دفاع حکومت ہند) کے والد صاحب نے کسی کو میرے پاس بھیجا کہ میری خواہش ہے کہ انکشاف ہو کہ کونسا مذہب سچا ہے میں اسے قبول کر لوں گا۔ میں نے اس شخص کو کہا کہ انکشاف تو ہو جائے گا لیکن وہ قبول ہرگز نہیں کریں گے اس نے یقین دلانا چاہا کہ وہ اس پر پوری طرح آمادہ ہیں۔ فرمایا میں نے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ لکھ دیا کہ یہ پڑھیں چنانچہ کچھ عرصہ بعد ان کی طرف سے پیغام ملا کہ اس کے پڑھنے سے مجھ پر دین اسلام کی صداقت منکشف ہوئی ہے لیکن افسوس ہے میں اپنے حالات کی وجہ سے اسے قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۹ء میں جبکہ ہم ابھی سفر بیرون قادیان کے لئے پولیس میں رپورٹ لکھوا کر کسی سپاہی کو ساتھ لے جاتے تھے اور رات کو باری باری پہرہ دیتے تھے ایک دفعہ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم اور خاکسار اور بعض اور افراد امرتسر گئے اور رات وہیں انتظار گاہ (ویٹنگ روم) میں ٹھہرے تو ایک بوڑھے سکھ دوست کے دریافت کرنے پر ہم نے بتایا کہ ہم قادیان سے آئے ہیں تو اس نے جو منٹگمری (حال ساہیوال) کے بیدی خاندان کے فرد تھے حضرت مصلح موعودؓ کا ذکر کر کے نہایت حسرت سے کہا کہ ان کے دعا بتلانے پر مجھ پر یہ انکشاف ہو گیا تھا کہ اسلام سچا ہے لیکن افسوس کہ جائداد کی خاطر میں نے قبول نہ کیا۔ اور اب تقسیم ملک کے نتیجہ میں وہ جائداد بھی ہاتھ سے گئی ظاہر ہے کہ ایسے انکشافات حضور کے روحانی مقام رفیع کے نتیجہ میں ہوئے۔ اللھم ارفع درجاتہٗ فی اعلیٰ علیین۔ آمین

حضرت سیدہ اُمّ مظفر احمد صاحبہ کی وفات پر

قرارداد تعزیت مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

ریزولیوشن نمبر ۶ غ م مورخہ ۷/۴۹ — ۲ — ۳

رپورٹ مکرم وکیل الاعلیٰ صاحب کہ ربوہ سے بذریعہ تار حضرت سیدہ اُمّ مظفر صاحبہ کے بکم ماہ رواں کو انتقال کر جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ان خواتین مبارکہ سے تھیں جن کا انتخاب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مبشر اولاد کے لئے کیا تھا اور حضرت ممدوحہ کی کتاب زندگی احمدیت کا ایک زندہ نشان تھی۔ اور اس امر کی مظہر تھی کہ حضورؑ کا انتخاب کیسا مبارک تھا۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۶ء میں یہ خوشخبری دی تھی کہ

”تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی ..... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلے گی۔“

چنانچہ حضورؑ نے اپنے چار مبشر بیٹوں کے لئے دعاؤں کے ساتھ جن چار ”خواتین مبارکہ“ کا انتخاب کیا اور جن میں سے دو کی رخصتی حضورؑ کی زندگی میں ہو گئی ان میں سے ایک آپ تھیں ۱۹۰۲ء میں آپؓ کے والد ماجد حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضورؑ نے اپنے صاحبزادہ (قمر الانبیاء) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ کے لئے تحریک کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ضروری ہے کہ موصوفہ کو قرآن مجید با ترجمہ پڑھایا جائے اور ضروریات دین اور نماز روزہ وغیرہ مسائل سے باخبر کیا جائے۔ رشتہ طے ہونے پر حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحبؓ کے ذریعہ ایک ہزار روپیہ مہر پر ۱۲ر ستمبر ۱۹۰۲ء کو اعلان نکاح ہوا اور مئی ۱۹۰۶ء میں رخصتی عمل میں آئی۔ اور اس موقع پر قادیان سے بارات میں حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہما جیسے بابرکت وجود اور بعض دیگر احباب پشاور گئے۔ اس طرح دو سال تک حضور علیہ السلام کے قرب میں فیوض و برکات حاصل کرنے کا آپ نے موقع پایا۔ یہ رشتہ ازدواج بفضلہ تعالیٰ بہت مبارک ثابت ہوا۔ اور آپ اپنے حسن عمل اور اخلاق طیبہ سے ۵۷ سال تک اپنے خاوند کے لئے موجب صد برکات بنیں۔ خواتین جماعت کے لئے آپ کا اسوہ قابل تقلید تھا۔ آپ کی نیک تربیت سے آپ کی اولاد دینی معاملات میں بہت غیور نکلی ہے اور بعض کو خاص طور پر ملی اور جماعتی خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔ ایک حد درجہ ممتاز امر یہ نظر آتا ہے کہ آپ کے والد ماجد جو نہایت صاحب اثر و رسوخ تھے، کے غیر مبایعین کے ساتھ شامل ہو جانے پر آپ سلسلہ خلافت کے ساتھ نہایت جاں نثاری سے وابستہ رہیں اور آپ کے ذریعہ آپ کی اولاد کا رابطہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مزید مضبوط ہوتا گیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی قابل صد فخر قربانی اور ثبات اور استقلال کو اس رنگ میں بھی قبول فرمایا کہ آپ کے والد ماجد قریباً ایک ربع صدی کے بعد غیر مبایعین کے اکابر میں سے ہوتے ہوئے قادیان آئے اور حضرت ممدوحہ کو ان کی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ اور آپ کے والد ماجد نے بیعت خلافت کی توفیق بھی پائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کو درجات رفیعہ سے نوازے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے برادران اور آپ کی اولاد اور جماعت کو اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

یہ بھی قرار پایا کہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ حضرت بو صاحبہ زوجہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب، اور حضرت ممدوحہ کے برادران بیرزادہ، محترمہ سیدہ آپا امۃ السلام صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب (جنہیں یہ شرف حاصل ہے کہ حضور علیہ السلام کی مبشر اولاد کی نسل میں سے جو حضورؑ کی حین حیات میں پیدا ہوئی صرف آپ ہی زندہ ہیں) محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن پاکستان) محترم مرزا حمید احمد صاحب محترمہ سیدہ امۃ الحمید صاحبہ (بیگم محترم نوابزادہ محمد احمد خاں صاحب) محترم مرزا منیر احمد صاحب محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب۔ محترم مرزا مجید احمد صاحب ایم اے (سابق پرنسپل احمدیہ سکول بمقام بو سیرالیون) محترمہ سیدہ امۃ المجید صاحبہ (بیگم محترم بریگیڈیر محمد وقیع الزمان صاحب) و محترمہ سیدہ امۃ اللطیف صاحبہ (بیگم محترم میر محمد احمد صاحب) اور روزنامہ الفضل اور ہفت روزہ بدر کو اس تعزیتی قرارداد کی نقول ارسال کی جائیں۔

تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۲۹ر صلح میں نظارت ہذا کی طرف سے دوران سال میں جلسوں کے انعقاد کی تاریخیں شائع ہوئی تھیں ان میں بعض تاریخیں غلط شائع ہو گئی ہیں مثلاً یوم مصلح موعود ۲۰ر تبلیغ کی بجائے ۲۵ر تبلیغ اور یوم مسیح موعود ۲۲ر امان کی بجائے ۲۳ر امان شائع ہوئی ہیں احباب تصحیح فرما لیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اُولوالعزم مُصلح موعودؓ

از فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم !
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

حاشا وکلّا ' میں انسان پرست نہیں ہوں لیکن اِس کا کیا علاج کہ ایک انسان ہی اس شان کا ہو کہ اس کے روحانی رُخِ انور کی طرف نگاہ اٹھ جائے تو شدّتِ ظہور سے نکلتے ہوئے تیز لمعاتِ نور سے آنکھیں چندھیا کر رہ جائیں اور اگر اس کے جسمانی رُخِ تاباں کی زیارت میسّر آجائے تو وہ خوش بخت زائر ایک مقناطیسی کشش کے زیرِ اثر بغیرارادی طور پر دل وجان سے اس حسنِ بے مثال کی طرف کھنچتا چلا جائے - ! اور اپنا جسم' اپنی جان اپنے جذبات اور اپنا سب کچھ اس کے قدموں میں ایک جذبۂ بے اختیار کے ساتھ ڈال دے !!

تجلیاتِ ایزدی سے جا، پائی ہوئی رُوح رکھنے والا وہ عظیم المرتبت انسان - وہ لاکھوں احمدیوں کا محبوب آقا — مصلح موعودؓ — دراصل اپنے روحانی اور جسمانی حسن کے لحاظ سے یکتائے روزگار تھا - اے ندیم ! میں تو ایک ذرّۂ ناچیز ہوں اور اس آقائے بے بہا کی خاکِ پا سے بھی کم ترین ہوں . تجھے اگر میری اس شہادت پر یقین نہ آئے تو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان پچیس لاکھ احمدیوں سے تصدیق کروا لے جو آج بھی 'عظمتِ اسلام کے اس پیغامبر کا ذکر آنے پر اپنے قلوب میں درد کی ٹیسیں اٹھتی ہوئی محسوس کرتے ہیں ۔ اور غم واندوہ میں ڈوب جاتے ہیں - ان کے احساسات زخمی ہو جاتے ہیں اور بازیں اُداس ہو جاتی ہیں ۔

اے ہمنشیں ! میں سرگرداں ہوں کہ اُس منتخبِ روزگار کا ذکر کہاں سے شروع کروں - اس محبوب کے ذکر کا ہر عنوان دلنشیں ہے ۔ اس کی عظیم شخصیت کا ہر پہلو دلآویز ہے اس کے کردار و اخلاق کا ہر زاویہ اثر پرور ہے اور اس کی سیرت کا ہر ورق ایمان افروز ! اسی لئے تو میں نے یہ شعر عنوان میں لکھا ہے کہ ؎

> زِ فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم !
> کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

سر سے لے کر پاؤں تک اس کے جسم و روح پر جہاں کہیں بھی نگاہ پڑتی ہے ایک کرشمہ سحر آمیز' ایک جلوۂ نظر سوز' ایک لمعۂ نور دامنِ دل کو کھینچ لیتا ہے کہ اے حسنِ ازل کے متلاشی ! تو جس جلوۂ تاباں کو تلاش کر رہا ہے وہ یہیں ہے — یہیں ہے — یہیں ہے — اور پھر نگاہِ انتخاب چکرا کر رہ جاتی ہے اور ذوقِ پسند تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ اشارۂ پسندیدگی کا نقطۂ اصل کہاں ہے

قدرتِ ثانی کا محافظ

اے ندیم ! تو نے بتایا تھا کہ بیغامی کہتے ہیں کہ

> حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے صرف چند سال ہی بعد مصلح موعود کی کیا ضرورت تھی اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مصلح موعود تو کہیں تین سو سال بعد آئے گا

تو اُن سے کہہ دے کہ نادانو ! مصلح موعود کے الفاظ کی ترکیب بتا رہی ہے کہ اس کا یہی زمانہ تھا جب وہ آیا اور اپنے وقت پر آیا ۔ "مصلح" کا لفظ بتاتا ہے کہ اس کا ظہور ایسے زمانہ میں مقدر تھا جب کچھ لوگ احمدیت کے عقاید میں بگاڑ پیدا کرنے والے تھے ۔ جب کچھ عمائد کہلانے والے عاقبت نااندیش لوگ اپنے زعمِ کبریائی میں ایک نہایت نازک دَور میں مرکزِ احمدیت — احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے کٹ کر جمہوریت مزعومہ کی ایک ریاست قائم کرنے والے تھے - یہی وہ کم نصیب لوگ تھے جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفہ اولؓ کی ردائے خلافت کو بارہا تار تار کرنے کی مذموم کوشش کی ۔ اور جب خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے ذریعہ قدرتِ ثانیہ کا ظہور پہلے سے بھی زیادہ شان کے ساتھ ہو چکا تو وہ اپنے عزائم کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے لاہور چلے گئے - اور جاتے ہوئے طنزاً کہہ گئے کہ جماعت نے پچیس سالہ ایک "خام اور ناآزمودہ کار" کو جماعت کا خلیفہ منتخب کر کے سخت غلطی کی ہے ۔

سو اے ندیم ! تو جمہوریت کے ان تمام پختہ شعور اور تجربہ کار عمائد سے کہہ دے کہ آپ جیسے بڑے بڑے تجربہ کار پہلوانوں کو چاروں شانے چت گرانے کا کارنامہ کوئی عام خلیفہ شاید انجام نہ دے سکتا - آپ لوگ بڑے بڑے علّامہ تھے - آپ لوگ جماعت میں بے انتہا اثر و رسوخ رکھتے تھے - آپ لوگ کئی سالوں سے اندر ہی اندر جماعت کے ایک بیمار طبقہ میں خلافت کے آسمانی نظام کے خلاف زہر پھیلا رہے تھے - اور وہ زمانہ آپ کے انتہائی اثر و رسوخ کا زمانہ تھا ۔

سو یہی زمانہ جو آپ کے عروج کا زمانہ تھا یہی زمانہ جب آپ احمدیت کے عقاید اور نظام میں بگاڑ پیدا کر رہے تھے وہی زمانہ مصلح موعود کا تھا - جب آپ بگاڑ پیدا کرنے والے موجود تھے تو اس وقت اگر خدانخواستہ مصلح موعود کا ظہور نہ ہوتا تو نعوذ باللہ نظامِ آسمانی پر حرف آتا -

رہی پچیس سالہ ناپختہ کار نوجوان کی بات تو عرض ہے کہ "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" کا یہ نعرہ آپ نے ہی نہیں لگایا - ایسے نعرے تو ازل ہی سے لگتے آئے ہیں ، اور آسمان ان کا جواب ہمیشہ ہی دیتا رہا ہے - اور خدائی یہی تو ہے کہ جب کان ایسا نعرہ سنیں تو اگلے ہی لمحے نگاہیں پکار اٹھیں کہ ؎

> گردنِ شہباز دیکھی پنجۂ عصفور میں

آپ نے اس پچیس سالہ ناپختہ کار نوجوان کی بے مثال قیادت اور عظمت نشان دورِ خلافت کے ۵۲ ½ سالوں میں کاروانِ احمدیت کو اپنی منزل کی طرف تیز گامی سے بڑھتے دیکھا - آپ نے اپنے بُغض و عناد کا بھرا ہوا ترکش خالی کر دیا اور وہ سینہ سپر ہو کر آپ کے تیروں کی بوچھاڑ ہنس ہنس کر سہتا رہا - اس نے تمہارے سارے ہی تیر اپنے سینے پر لئے مگر جماعت اور نظامِ خلافت کو گزند نہ پہنچنے دی اور جب وہ تقدیرِ الٰہی کے مطابق اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو خدا کے فضل و تائید سے

- نظامِ خلافت مضبوط سے مضبوط تر ہو چکا تھا
- نظامِ خلافت کی برکت سے جماعت کی تعداد ۲۵ لاکھ سے بڑھ رہی تھی
- نظامِ خلافت کی برکت کا ایک کرشمہ یہ تھا کہ جماعت کا بجٹ ایک کروڑ تک پہنچ چکا تھا - (ہاں اسی جماعت کا بجٹ جس کے خزانے میں آپ ۱۹۱۴ء میں صرف چند آنے چھوڑ گئے تھے !!)
- آپ کی طاقت کا گھمنڈ خاک میں مل چکا تھا آپ کی اَنَا پیوندِ زمین ہو چکی تھی اور آپ کا جھوٹا زعمِ کبریائی ملیامیٹ ہو چکا تھا اور آپ سمٹ سمٹا کر "احمدیہ بلڈنگس" تک ہی محدود ہو رہے تھے ۔ اور
- اس آقائے نامدار کی شبانہ روز انتھک مساعی کے نتیجہ میں احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی تھی ۔

اے ندیم ! تو ان مرکزِ احمدیت سے کٹ کر جانے والوں سے کہہ دے کہ تمہارا وجود ہی مصلح موعود کا متقاضی تھا - تم نے طویل تجربہ کر کے آزما لیا - نظامِ خلافت کی بنیادوں کو تم ہلا نہ سکے بلکہ اس موعود مصلح نے اس آسمانی نظام کی بنیادیں جماعت کے ہر فرد کے دل میں گاڑ دی ہیں - یہ خدائی نظام ہے خدا کے لئے خدا سے نہ لڑو - آپ نے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت دیکھ لی - ۵۶ سال کی طویل مدت تک جماعت احمدیہ پر نظامِ خلافت کی برکت سے نصرتِ حق کا متواتر نزول دیکھنے کے بعد آپ اور کیا دیکھنا چاہتے ہیں ؟ کیا نصرتِ الٰہی کا یہ نزول کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ کے عین مطابق نہیں ہے ؟ بخدا یہ کوئی طعنہ نہیں ہے - یہ کوئی طنز نہیں ہے - آپ نے دیکھا کہ محترم مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" نے محض خدا کے فضل سے خلافت کے آسمانی نظام کو اپنی روحانی آنکھ سے حق پر دیکھا وہ تشریف لے آئے ہمارے دیدہ و دل ان کے لئے فرشِ راہ ہیں - اور بخدا ہمارے دلوں میں آپ سب کے لئے بھی ایک درد ہے اور ہمارے سینے آپ سے ملنے کے لئے تلملا رہے ہیں - آپ کب آئیں گے دلی عقیدت، اور خلوص سے وابستگی کے ساتھ اس قادیان میں جہاں خدا کا نور نازل ہوا تھا !

علمی محاذ پر

اے محترم مخاطب ! یہ ذکر اس محبوب ہستی کا ہے جس کے مناقب بیان کرنا میرے اور تیرے بس کی بات نہیں ہے - جس کی تعریف خدائے عرش نے یوں فرمائی ہو کہ وہ

> "علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"

اس سے بڑا سرٹیفیکیٹ کوئی انسان کہاں دے سکتا ہے - اور اس بڑی تعریف ہو گی بھی کیا ؟

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ خود مصلح موعود کو علومِ ظاہری و باطنی صرف دے گا ہی نہیں، بلکہ ان علوم سے پُر کر دے گا - پھر جسے خدا خود علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کرے اس کے متعلق ہمارے کہنے کو کیا رہ گیا ؟ سوائے اس کے کہ ہم سرِ عجز خم کر کے خدا تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لا کر آمنّا و صدّقنا کہہ دیں -

میرے ندیم ! تو چاہتا ہے کہ میں اُن علمی دنیا کے منتخبِ روزگار کی کوئی علمی بات عرض کروں تو دوسرے بے شمار محاسن کو چھوڑ کر میں اس کی صرف ایک بیش بہا

اور معرکۃ الآرا تصنیف تفسیر کبیر ہی پیش کر کے درخواست کرتا ہوں کہ تو خدا کا نام لے کر اِس بحر بے کراں میں غواصی کے لئے اتر جا۔ تجھے اس کی تہ میں درِ عدن بھی بھی ملیں گے اور لعلِ یمن بھی۔ وہ ہیرے بھی دستیاب ہوں گے جن کے سامنے کوہ نور بھی پانی پانی ہو جائے۔ یہ میرے اس محبوب آقا کا وہ علمی شاہکار ہے جس کے سامنے گزشتہ تمام تفاسیر ماند پڑ گئیں۔ اور جس کی خوشہ چینی آج کے کئی مخالف علماء بھی کر رہے ہیں بلکہ میرے آقا کا نام لئے بغیر بعض لوگ اس کا درس بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ چند سال قبل شاہ نگر علاقہ درس کے ایک ایس ہیرجی ایڈوکیٹ صاحب کو کہیں سے تفسیر کبیر کی ایک جلد مل گئی۔ انہیں یہ تفسیر اتنی عظیم الشان نظر آئی کہ انہوں نے اپنے محلہ کی مسجد میں اس کا درس دینا شروع کر دیا۔ پھر اس تفسیر کی دوسری جلدیں منگوا کر بھی انہوں نے پڑھیں اور اللہ تعالےٰ نے ان پر فضل کیا اور وہ حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔ اور آجکل قادیان میں ہیں۔ یعنی مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ۔

یہی وہ تفسیر کبیر ہے جس نے ایسے ایسے علماء سے اپنا لوہا منوا لیا جو کبھی کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ علامہ نیاز فتحپوری جو برصغیر پاک و ہند کے نامور ادیب اور علامہ تھے۔ انہیں جب میرے آقا کے اس شاہکار کے مطالعہ کا موقعہ ملا تو وہ پھڑک اُٹھے اور انہوں نے اس تفسیر کی عظمت کا یوں برملا اعتراف کیا کہ

"حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعۂ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے آپ کا تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔"

(ملاحظات نیاز فتحپوری ص ۱۲۵)

علامہ نیاز فتحپوری تو جرأت رکھتے تھے اور انہوں نے برملا اعتراف کر لیا۔ لیکن بہت ایسے بھی علماء ہیں جو اپنے دلوں میں تو اس علمی شاہکار کے معترف ہیں لیکن جرأت ایمانی کے فقدان کے باعث ان کے لئے برملا اعتراف ناممکن ہے۔

اور پھر تفسیر کبیر تو سیدنا مصلح موعودؓ کے علمی کارناموں کا صرف ایک جزو ہے آپؓ کی درجنوں مقدس علمی کتابیں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے علمی اور تحقیقی پایہ کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔ اور جن میں سے ہر ایک عظمت اسلام کا ایک درخشندہ نشان ہے۔ اور تفسیر کبیر کے حقائق و معارف تو اس بلند شان کے حامل ہیں کہ واقعی یہ آپ کو ہی آپؓ کو یہ دعویٰ زیب دیتا تھا کہ:-

"میں نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا اور اب اس قابل ہؤا کہ تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنے بیان کرونگا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی۔"

(مصباح ۱۵ر جنوری ۱۹۳۰ء)

اولوالعزم مصلح موعود

آپ کے مسندِ خلافت کو زینت بخشنے کے بعد متواتر ۵۱ سال تک وقتاً فوقتاً جماعت احمدیہ کے خلاف بے شمار فتنے اٹھے۔ ان میں سے بعض تو اتنے شدید اور صبر آزما تھے کہ جماعت کے اکثر مخلصین کی زبانوں سے متیٰ نصر اللہ بے اختیار نکل جاتا رہا۔ فتنہ اہل پیغام فتنہ مستریاں۔ فتنۂ احرار فتنۂ مصریاں فتنہ تقسیم ملک اور پھر ان سب سے بڑھ کر ۱۹۵۳ء کی اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن۔ ان تمام حوصلہ آزما فتنوں کے وقت اس اولوالعزم مصلح موعودؓ نے اس شان اور وقار اور تدبر اور فراست روحانی کے ساتھ فرمائی کہ ان امڈتے اور بپھرتے ہوئے طوفانوں بتروں کی بے پناہ بوچھاڑوں اور عداوت کی شعلے برساتی ہوئی آگ میں سے سلامتی اور کامیابی کے ساتھ جماعت کو نکال لے گئے اور ایسے نازک اوقات میں بے مثال صحیح رہنمائی فرمائی جب کہ جنگِ احزاب کا سا سماں تھا اور مخالفین یہ بلند بانگ دعوے کر کے حملہ آور ہوئے تھے کہ وہ احمدیت کو صفحۂ گیتی سے نابود کر کے چھوڑیں گے۔ یہ اس لئے ہؤا کہ خدائے عرش پہلے ہی سے یہ اعلان فرما چکا تھا کہ

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

مگر خدا کا سایہ اپنے سر پر اتارنے کے لئے وہ محبوب آقا خدا جانے کتنے دراز عرصوں تک شب یلدا کی تاریکیوں میں اور رات کی تنہائیوں میں اللہ تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز رہا اور اپنے خدام اور احمدیت کی سلامتی اور ترقی کیلئے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرتا رہا۔ خدا تعالےٰ کی اس شان کے ساتھ اترنے والی نصرت دل کے خون سے بنے ہوئے آنسوؤں کی متقاضی ہوتی ہے۔ آنسوؤں کے غیر مختتم سلسلہ کے بنے ہوئے تار جب عرش کی بلندیوں کو چھوتے ہیں تو نصرت کا دامن ان کے ساتھ باندھا جاتا ہے۔ اختر شیرانی کا یہ مصرع شاید اس مفہوم کو ادا کر سکے ؎

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

نہیں نہیں! حضرت مصلح موعودؓ کی ایسی دعاؤں کی ترجمانی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا یہ شعر کر سکے گا۔ حضرت ممدوحہ نے درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی یہ نظم اس وقت کہی تھی جب سیدنا مصلح موعودؓ بیمار تھے ؎

قومِ احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
اَن گِنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

اور یہ میرے آقا کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے عداوت کے ان متلاطم طوفانوں کے نازک ترین وقت میں آپ کے لئے خدائی نصرتوں کو اتارا اور آپ نے باعلام الٰہی جماعت کو یہ مژدہ سنایا کہ

میرا خدا میری طرف دوڑا آ رہا ہے

جماعتِ احمدیہ بارہا ایسے شدائد و مصائب سے دوچار ہوئی جب کمزور دل احمدیوں کے قدم بھی ڈگمگانے لگ جاتے تھے۔ لیکن جماعت کی اکثریت خدا کے فضل سے صبر و وفا اور صدق و ثبات کا دامن مضبوطی سے تھام کر اپنے مقدس اور موعود خلیفہ کی دانشمندانہ رہنمائی میں بڑے وقار کے ساتھ جادۂ ترقی پر گامزن رہی۔ اور حضورؓ کے ان ارشادات پر عمل کرتے ہوئے قطعِ منازل کرتی رہی ؎

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

یہ تلقینِ صبر ہی نہ تھی اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر کامل یقین کا مظاہرہ بھی تھا۔ اور یہ مظاہرہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کا تعلقِ روحانی اللہ تعالیٰ سے بہت گہرا ہو۔ پھر یہ تلقینِ صبر ہی نہ تھی بلکہ پیشگوئی بھی تھی جو خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت سے پوری ہوئی۔ حضور کی یہ نظم فتنۂ احرار کے زمانہ کی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب احرار کے مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق لیڈر جو ہندوستان گیر مقبولیت رکھتے تھے اور اپنی ساری قوتوں، شعلہ بیانیوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ متحدہ طور پر احمدیت کے خلاف صف آرا ہوئے تھے۔ اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکیاں دیتے تھے

مگر وہ کوہِ وقار وہ خدا کا شیر اولوالعزم مصلح موعود اپنی اولوالعزمانہ شان کے ساتھ ان سب طاقتوں کو شکست دینے میں کامیاب ہؤا۔ اور حضور کے ارشاد کے مطابق واقعی ایک وقت ایسا آیا کہ وہ در در دوائی کے رہا

اور پھر ربوہ تو میرے محبوب آقا کا وہ عظیم اور زندۂ جاوید کارنامہ ہے کہ رہتی دنیا تک جماعت اس احسان کے بارِ عظیم سے دبی رہے گی۔ دنیا میں غالباً یہ واحد مثال ہے کہ تقسیم ملک کے قیامت خیز حالات میں جب کہ ہر طرف افراتفری اور نفسا نفسی کا عالم تھا آپ نے جماعت کو ایک مضبوط مرکز عطا کیا۔ ربوہ بجائے خود ایک مسحور کن کہانی ہے۔ اور میرے اولوالعزم آقا کا شاہکار!

ایک عظیم خطیب

وہ خوش بخت جنہوں نے مصلح موعود کا زمانہ پایا ہے جانتے کہ سیدنا مصلح موعود اس میدان کے شہسوار تھے۔ آپ کا ہر خطبہ۔ ہر لیکچر اور ہر تقریر (جو سب خدا کے فضل سے سلسلہ کے لٹریچر میں محفوظ ہیں) بلند مرتبت ہے بعض مقرر ایسے ہوتے ہیں جو دوران تقریر میں الفاظ تلاش کر کر کے تصنع سے خانہ پری کرتے ہیں لیکن میرا آقا جب تقریر کرنے کھڑا ہوتا تھا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ خود قطاریں باندھے مؤدب کھڑے ہیں اور ہر لفظ التجا کر رہا ہے کہ مجھے اپنے نطق کے حوالے کیجئے۔ تقریر کیا ہوتی تھی ایک مسلسل غیر منقطع روانی کے ساتھ۔ ایک یکساں خوشگوار رفتار کے ساتھ بہتا ہوا دریائے معرفت ہوتا تھا۔ فقرات میں بے حد موزونی۔ آواز کا زیر و بم دلنشین آیات قرآنی کی تلاوت کے وقت ایک دلربائی۔ کوئی لفظ بے جوڑ نہیں۔ کسی فقرے میں جھول نہیں۔ کہیں رکاوٹ نہیں کہیں تصنع نہیں۔ اور سامعین کی کیفیت! اللہ اللہ۔ یوں جیسے رب ہپناٹزم کے معمول ہیں۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریریں نہیں سنیں مگر سیدنا مصلح موعود کی تقریریں سن کر یہ راز ہم پر کھلا کہ انبیاء کو ان کے منکرین جادوگر کیوں کہتے تھے! واقعی اس کی خطابت ساحرانہ تھی جو قلوب کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی

اے جلیس! یہ تو میرا اپنا واقعہ ہے کہ حضور کی ایک تقریر میں زود نویس کی حیثیت سے قلمبند کر رہا تھا تقریر اتنی موثر اور دلپذیر تھی اور معارف روحانی کے خزانے یوں لٹائے جا رہے تھے کہ ایک مقام پر پہنچ کر میں ایک بے خودی کے عالم میں قلم چھوڑ کر بیٹھ گیا۔ میرے ذہن سے یہ بات نکل ہی گئی کہ تقریر کو قلمبند کرنا میری ڈیوٹی ہے۔ اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب قریب بیٹھے ایک شخص نے ٹھوکا دیا کہ تقریر کیوں نہیں لکھتے! چنانچہ میں اس کیف و خمار سے باہر آ کر تقریر لکھنے لگا

میرے بھائی! مجھے بدر کے تھوڑے صفحے اس مضمون کے لئے ملے تھے۔ جو ختم ہو گئے۔ باقی پھر کبھی بشرط زندگی۔ اپنے آقا کے بارے میں لکھتے ہوئے

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار

حضرت المصلح الموعود رضؓ کا مقدس وجود

اسلام کی عظمت کا ایک درخشندہ نشان

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں کی حالت بہت ہی خستہ اور کمزور ہوگی تو ان میں ایک امام ابنِ مریم جیسی شانِ مسیحائی لے کر ظاہر ہوگا۔ اور اس امام کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ یعنی مسیح محمدی شادی کرے گا اور اسے اولاد دی جائے گی۔ سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کسی عام اور معمولی ولادت سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ کسی عظیم الشان اور غیر معمولی ولادت کے بارہ میں بشارت کا پیغام دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی جو اسلام کے مشہور بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور جن کا زمانہ چھٹی صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے، انہوں نے مہدیٔ موعود اور عیسیٰ دوراں کے بارہ میں اپنے ایک فارسی قصیدہ میں رقم فرمایا ہے ؎

الف۔ ح۔ م۔ د مے خوانم
نامِ آں نامدار مے بینم
مہدیٔ وقت و عیسیٔ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی اس مامور کا نام جو میں دیکھتا اور پڑھتا ہوں احمد ہے۔ وہ مہدیٔ وقت اور عیسیٔ دوراں ہوگا اور میں دونوں کو شہسوار دیکھتا ہوں۔

آگے جا کر آپ فرماتے ہیں: ؎

چوں زمستانِ بے چمن بگذشت
شمسِ خوش بہار مے بینم
دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب بے چمن موسم سرما گزر جائے گا تو میں آفتاب خوش بہار کو طلوع کرتے دیکھتا ہوں۔ جب اس کا (مہدی کا) زمانہ بامراد ختم ہوگا تو اس کے بیٹے کو بطور یادگار دیکھتا ہوں۔

حضرت نعمت اللہ ولی شاہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں کسی قیاس یا تُک بندی سے نظم نہیں کی ہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے دی گئی معلومات کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

از نجوم ایں سخن نمے گویم
بلکہ از کردگار مے بینم

یہ پورا قصیدہ اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۶۸ھ میں موجود ہے۔

مسیح دوراں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا جب ظہور ہُوا اور حضورؑ نے اسلام اور مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھا تو آپ نہایت ہی بیقرار ہو کر خدا تعالیٰ کی مدد کے طالب ہوئے اور آپ نے ۲۰ر جنوری ۱۸۸۶ء سے ہوشیارپور کے ایک رئیس شیخ مہر علی صاحب کے ایک مکان میں چلّہ کشی فرمائی۔ اور متواتر چالیس دن اور رات سوز و گداز اور کرب و درد سے دعائیں کیں ان دعاؤں کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ اسلام کی عظمت کا نشان ظاہر فرمائے اور اس کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو تسلّی دی اور فرمایا:۔

"میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی"

اور آپ کو ایک نیک، پارسا اور زکی بیٹے کی بشارت دی اور اس کے متعلق بتایا کہ وہ قربِ الٰہی اور وحیٔ الٰہی سے مخصوص ہوگا علومِ ظاہری و باطنی سے پُر ہوگا اور اس کے ذریعہ سے اسلام ترقی کرے گا

اس بشارت کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۹ء میں وہ موعود بیٹا عطا فرمایا۔ یہی وہ وجود تھا جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۶۵ء تک جماعت احمدیہ کا قائد، امام اور خلیفہ رہا۔ جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھا

اس پسرِ موعود کی بے شمار علامتوں میں سے ایک علامت یہ تھی کہ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور اس کے ذریعہ سے دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا بآسانی اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ آپ علومِ ظاہری اور باطنی سے خدا تعالےٰ کی طرف سے پُر کئے گئے تھے۔ آپ نے کسی یونیورسٹی سے کوئی اعلیٰ ڈگری حاصل نہ کی تھی۔ اس کے باوجود علومِ دینیہ اور قرآنیہ میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور یہ علوم فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپؓ کو سکھائے۔ اس بارہ میں آپ کا ایک ابتدائی رؤیا وضاحت کرتا ہے آپ اس رؤیا کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ مشرق کی طرف میرا منہ ہے کہ آسمان پر سے مجھے ایسی آواز آئی جیسی گھنٹی بجتی ہے یا پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اسے ٹھکوریں تو اس میں سے باریک سی ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ آواز پھیلنی اور بلند ہونی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ تمام جَو میں پھیل گئی۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز متشکل ہو کر تصویر کا چوکھٹا بن گئی پھر اس چوکھٹے میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ اور اس میں ایک نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی تصویر نظر آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آگیا۔ اور کہنے لگا میں خدا کا فرشتہ ہوں اور مجھے اللہ تعالےٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورۂ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن میں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں میں نے کہا سکھاؤ۔ چنانچہ وہ سکھاتا چلا گیا یہاں تک کہ ساری سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھا دی"

(الموعود صفحہ ۸۴-۸۵)

اللہ تعالےٰ نے اس رؤیا کے بعد قرآنِ مجید کے نئے سے نئے معارف اور نئے سے نئے علوم آپؓ کو عطا فرمائے۔ اور معارفِ قرآنی اور قرآنِ مجید کی تفسیر کے سلسلہ میں آپ نے دنیا کو چیلنج دیا اور بلایا کہ اس قسم کے معارف وہ آپ کے مقابل پر بیان کریں آپؓ نے فرمایا:۔

"غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارفِ روحانیہ بیان کریں جو پہلے کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دگنے معارفِ قرآنیہ بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھے ہیں اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے پہلے مفسرین اور مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بیشک مولوی صاحبان اعتراض کریں"

(الفضل ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء)

۸ر اپریل ۱۹۳۴ء کو لائل پور میں تقریر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:۔

"مجھے بھی قرآن کریم کے ایسے معارف عطا کئے گئے ہیں کہ کوئی شخص خواہ کسی علم کا جاننے والا ہو اور کسی مذہب کا پیرو ہو قرآن کریم پر جو چاہے اعتراض کرے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں قرآنِ مجید سے ہی اس کا جواب دوں گا۔ میں نے بارہا دنیا کو چیلنج دیا ہے کہ معارفِ قرآن میرے مقابلہ میں لکھو۔ گو میں کوئی مامور نہیں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہُوا۔"

(تبلیغِ حق صفحہ ۶)

۱۹۴۴ء میں دہلی کے جلسۂ عام میں جو مصلح موعود کی پیشگوئی کے تعلق میں تھا آپؓ نے فرمایا:۔

"میں جسے خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرے مقابل پر قرآنِ کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے مجھے ہی فتح حاصل ہوگی"

(الفضل ۳۰ر اپریل ۱۹۴۴ء)

قرآنِ مجید کی روشنی میں آپ نے اسلام کے اہم مسائل کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جیسے ہستیٔ باری تعالےٰ، ملائکۃ اللہ، تقدیرِ الٰہی، حقیقۃ الرؤیا، ذکرِ الٰہی، عرفانِ الٰہی

یہ مضامین جلسہ سالانہ کی تقاریر میں آپ نے

اور بعض دوسری تقاریر میں پیش فرمائے جو بعد میں کتب کی صورت میں شائع ہوئے حضور کی ان کتب کو پڑھ کر آج بھی انسان پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

میں اس بارہ میں ایک غیر احمدی دوست کی شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں جو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان تشریف لائے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی کی تقاریر کو سُن کر اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ یہ صاحب فیروزپور سے تشریف لائے تھے اور ان کا اسم گرامی محمد ابراہیم صاحب تھا وہ لکھتے ہیں:۔

"جس وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سٹیج پر تقریر کرتے سُنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحرِ ذخار ہے جس میں سے موتی و گوہر ابل ابل کر نکل رہے تھے۔ جناب کی تقریر دلپذیر کچھ ایسی مضبوط اور جامع تھی کہ اس کا ہر ایک پہلو ایک بڑے سے بڑے پُر مغز لیکچرار کو بھی کنوئیں میں جھکا رہا تھا۔ صاف اور سادی اتنی کہ ہر جاہل اور پُر مغز اس سے مستفید ہو رہا تھا...... تقریر میں قصے کہانیاں نہیں بلکہ مفید عالم باتیں کہ جن پر اتنی آج اسلام کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ پھر معارفِ قرآن وہ کہ جن سے روح زندہ ہو"

(بحوالہ "تاثرات قادیان" ص ۱۸۴)

تفسیر کبیر کے نام سے قرآن مجید کی جو تفسیر آپ نے لکھی ہے اس کو پڑھنے والا بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو یہ خوشخبری دی تھی کہ پسرِ موعود علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور اس کے ذریعہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

علوم باطنی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے آپؓ کو مشرف فرمایا اور آئندہ کی بے شمار خبریں آپ کو بتائی گئیں ایک نہایت ہی اہم خبر جو حضور کو اس وقت بتائی گئی جبکہ احرار نے جماعت احمدیہ پر انتہائی شدت سے حملہ کیا کہ وہ جماعت کو ختم کر کے دم لیں گے اور جماعت کو نیست و نابود کر دیں گے۔ اس وقت آپ نے باعلامِ الٰہی خطبہ جمعہ میں اعلان فرمایا:۔

"خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا کیونکہ خدا نے مجھے [illegible] کیا ہے وہ فتح کا [illegible] ہے۔ جو تعلیم مجھے دی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے۔ اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ

....

....

....

کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں اس کے مقابلے میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے۔ اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں، اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے (الفضل ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

خدا تعالیٰ کی اس اطلاع کے مطابق جماعت احرار اپنی موت آپ مرگئی۔ اور اس کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ غیر ممالک میں بھی آپؓ کے ذریعہ بلند فرمایا اور آپ کے ذریعہ بیسیوں جگہ پر جماعتیں قائم فرمائیں فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک

حضور خود فرماتے ہیں ؎

مجھ کو حاصل اگر نہ ہوتی خدا کی امداد
کب کے تم چھید چکے ہوتے مجھے تیروں سے
جن کی تائید میں مولیٰ ہو انہیں کس کا ڈر
کبھی صیاد بھی ڈر سکتے ہیں نخچیروں سے

الغرض اللہ تعالیٰ نے پسرِ موعود کو علوم ظاہری و باطنی سے کثیر حصہ عطا فرمایا اور قرآن مجید کے حقائق و معارف اور آئندہ کی بے شمار خبریں آپ کو بتا کر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کی عظمت کو ظاہر کرنے والا یہ عظیم الشان نشان آپؓ کے وجود باجود میں پورا ہو چکا ہے

و آخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

حضرت سیدہ سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی تعزیتی قرارداد

یکم تبلیغ / فروری ۱۳۴۹ ہش کا دن جماعت احمدیہ کے لئے یہ ناگہانی اور اندوہناک خبر لے کر آیا کہ حضرت سرور سلطانہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پاگئی ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا یہ اجلاس محترمہ مرحومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اپنے قلبی حزن و غم کا اظہار کرتا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو، مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھاوجہ اور قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چچی تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص مرید و صحابی حضرت مولوی غلام حسن خان صاحبؓ سب رجسٹرار پشاور کی صاحبزادی تھیں۔ اور خود بھی ایک بلند پایہ صحابیہ تھیں۔ آپؓ کے غیر متزلزل ایمان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خلافت ثانیہ کے ابتدائی دور میں جب اہل پیغام نے خلافت سے انحراف کیا تو محترمہ مرحومہ کے والد بھی غیر مبایعین کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن آپ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنے عقاید پر قائم رہیں اور دامن خلافت کو قطعاً نہ چھوڑا اور آپ ہی کی دعاؤں کے سبب اللہ تعالیٰ نے پھر آپؓ کے والد کو بھی دامنِ خلافت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ آپ نے ۵۷ سال کا عرصہ اپنے جلیل القدر شوہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پوری وفاداری، خلوص و محبت سے گزارا۔ آپؓ کے بطن سے گیارہ بچے پیدا ہوئے جن میں سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں بقیدِ حیات ہیں اور اسلام و احمدیت کی خدمت میں مختلف امور سر انجام دے رہے ہیں۔

آپؓ کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے جملہ افراد کے لئے صدمہ عظیم ہے جس پر ہم سب گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مرحومہ کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد نیز جماعت احمدیہ کے جملہ احباب سے اظہارِ ہمدردی و تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ محترمہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہم سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

اس قراردادِ تعزیت کی نقول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اور مرحومہ کے تمام صاحبزادگان اور صاحبزادیوں۔ آپ کے برادرِ محترم اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نیز احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں۔

بدرالدین عامل
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

دورہ وصولی چندہ جات جنوبی ہند

مکرم مولوی سراج الحق صاحب سینیئر انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند اور مکرم مولوی رفیق احمد صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء سے جنوبی ہند کے مالی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ اس وفد کے انچارج مکرم مولوی سراج الحق صاحب ہوں گے۔ جن کو جماعت سے جمع شدہ رقوم کی وصولی کا بھی نظارت ہذا کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے جس کیلئے یہ باقاعدہ رسید دیں گے۔ ہر دو کارکنان مورخہ ۲۲ کی صبح تک بمبئی پہنچ جائیں گے اور وہاں سے یہ ساتھ ساتھ ہر جماعت کو اپنے پروگرام کی اطلاع دیتے رہیں گے۔ وصولی چندہ جات کے لئے یہ وفد مہاراشٹر۔ آندھرا پردیش۔ میسور سٹیٹ۔ مالا بار اور علاقہ اڑیسہ کا دورہ کرے گا۔ اس لئے جملہ احباب جماعت سے امید کی جاتی ہے کہ مرکز کے اس وفد سے پورا پورا تعاون کریں گے

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

حصہ آمد کے بقایا

دفتر ہذا کی طرف سے حصہ آمد کے تمام موصی صاحبان کی خدمت میں موجودہ سال میں ان کی حصہ آمد کی پوزیشن کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ چونکہ یہ مالی سال اب ختم ہو رہا ہے اس لئے جن موصی صاحبان نے اپنے تدریجی بجٹ سے کم رقوم بھجوائی ہیں ان سب سے درخواست ہے کہ وہ آئندہ اڑھائی ماہ کے عرصہ میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں تاکہ مالی سال کے آخر پر ان کے ذمہ بقایا نہ رہ جائے۔ جن موصیوں کو دفتر کے ارسال کردہ حساب میں کوئی کمی بیشی نظر آئے وہ حساب فہمی کر لیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواست دعا میری بچی رضیہ سلطانہ امسال سکالرشپ کا امتحان دے رہی ہے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

نصرت جہاں بیگم بھدرک۔ اڑیسہ

حضرت مصلح موعودؓ کے عہدِ باسعادت میں

اشاعتِ اسلام زمین کے کناروں تک

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

پیشگوئی مصلح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کے ظہور کے بارہ میں جو بشارت شائع کی گئی تھی اس میں مصلح موعود کی علامات میں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی :-

"مظھر الاوّل والآخر مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا"

پیشگوئی کی غرض و غایت

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس نشان کی ایک غرض یہ بیان فرمائی گئی تھی کہ :-

"تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

خدا کی ہستی کا روشن ثبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس موعود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی تھی اور جس کو آپؑ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمایا اور جس کی بابت پیدائش نو سال کا عرصہ مقرر کی گئی تھی وعدۂ الٰہی کے عین مطابق مدت معینہ کے اندر ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا اور وہ آپ کا موعود فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو اس موعود فرزند کی پیدائش پر بذریعہ اشتہار "تکمیل تبلیغ" ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو اطلاع بھی دے دی۔ موعود فرزند کی مدت مقررہ کے اندر پیدائش زندہ خدا کی ہستی کا ایک روشن ثبوت تھا۔

حضرت مصلح موعود کے اوصافِ حمیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخالفینِ اسلام کے مقابل پر جو بشارت دی گئی تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ اس موعود فرزند کی پیدائش کے بعد ایسے حالات ظاہر ہوں کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت دنیا پر ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین، دینِ اسلام کی قدر و منزلت لوگوں کی نگاہ میں قائم ہو۔ اور قرآن مجید کے علوم کی اشاعت و ترویج کے نتیجہ میں اس کتاب اللہ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔ اور اشاعتِ دین اور تبلیغِ اسلام کے یہ اہم کام تبھی سرانجام دیئے جا سکتے تھے۔ جب ایک طرف اللہ تعالیٰ اس موعود فرزند کو پیشگوئی میں بیان کردہ علامات و اوصاف کا حامل بنائے اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں اس روحانی جماعت کی قیادت و سیادت عطا فرمائے۔ اور اس فرزند موعود کو اتنی عمر اور مہلت دے کہ وہ اس دینی و روحانی پروگرام کو جاری و ساری کر سکے۔ اور پھر اس کی ہر میدان میں تائید و نصرت فرمائے۔ اور بالآخر وہ اپنے مقصدِ اعلیٰ میں کامیاب و کامران ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو۔ اور اس کی زندگی اور کارنامے خدا تعالیٰ کی اس بشارت کی تصدیق کر رہے ہوں کہ :-

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا وہ جلد جلد بڑھے گا ...... اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیا"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

چنانچہ تاریخ احمدیت کے اوراق اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضؓ کو "مصلح موعود" کی بیان کردہ صفات و اوصاف کا حامل بنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کے خلیفہ اول حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی روحانی فراست کی بناء پر اس جوہرِ کامل کو شناخت کیا۔ اور محبت و اخلاص سے اس کی مزید روحانی تربیت کی طرف توجہ فرمائی اور اپنے طرزِ عمل سے احبابِ جماعت کو اس فرزندِ موعود کی قدر و منزلت اور ادب و احترام کی طرف اشارہ فرمایا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کی قیادت و سیادت کے لئے تختِ خلافت پر متمکن فرما دیا۔ آپؓ کے خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا اور لاہور جا کر اپنا مرکز علیحدہ بنا لیا ان کو بھی اختلاف کے باوجود حضور کے اوصافِ حمیدہ کا اپنے آرگن "پیغام صلح" میں ذیل کے الفاظ میں اقرار کرنا پڑا :-

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب کو دنیا کا ایک بزرگ اور امیر اور ملجاء و ماوی سمجھتے ہیں اور ان کی پاکیزگی روح اور بلندی نظرت اور علوِ استعداد اور روشن جوہری اور سعادتِ جبلی کو مانتے ہیں اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید"

(پیغام صلح ۲۹ر مارچ ۱۹۱۴ء)

حضرت مصلح موعود اور تبلیغ اسلام کی تڑپ

حضرت مصلح موعود جب منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو اس مقدس انسان نے تبلیغ اسلام کے لئے جس تڑپ، عزم اور ولولہ کا اظہار فرمایا وہ آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے۔ میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اسی جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو کہ جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں ...... غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں" (منصبِ خلافت ص۱۶)

تبلیغِ اسلام کیلئے دنیا میں مشنوں کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ نے منصب خلافت پر متمکن ہوتے ہی ان کاموں کی تکمیل کی طرف توجہ کی جن کا تبلیغ اسلام اور اشاعتِ دین سے تعلق تھا اور جن کی ابتدا اور تخم ریزی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ آپ کے ذریعہ سچائی کے نور کا ظہور ہوا اور تبلیغ اسلام اکنافِ عالم میں پھیلنی شروع ہوئی۔ الحمد للہ کہ آپ کے عہدِ باسعادت میں دنیا کے قریباً ہر متمدن [illegible] میں تبلیغی مشن کا قیام عمل میں آیا۔ امریکہ یورپ کے مختلف ممالک برطانیہ، فرانس، جرمنی، [illegible] سوئٹزرلینڈ۔ اسپین، ہنگری، البانیہ اٹلی، پولینڈ وغیرہ۔ تاریک براعظم مغربی افریقہ مشرقی افریقہ۔ عربی ممالک مصر، فلسطین، شام عراق اور مشرق اقصےٰ انڈونیشیا، ملائشیا، ہانگ کانگ پھر برما اور سیلون میں تبلیغی مشن قائم ہوئے۔ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا اور اسلامی لٹریچر کا ترجمہ شائع ہوا۔ مختلف اخبارات و رسائل مختلف زبانوں میں شائع ہونے شروع ہوئے۔ اور یہ سب اسلام کی خدمت کرنے والے واقفین و مبلغین آپؓ کے شاگرد خوشہ چین ہیں۔ اور آپؓ کے یہ شاگرد انشاء اللہ آپؓ کی خواہش کے مطابق قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ آپ کے ہی روحانی علوم کے وارث ہوں گے۔ اور آپ کے [illegible] روحانی چشمہ سے پانی لے کر پیاسی روحوں کو آبِ حیات مہیا کریں گے۔ دنیا کے [illegible] ممالک میں اسلامی مشنوں کے قیام کی جو داغ بیل آپ نے ڈالی ہے وہ جوں جوں ترقی کریں گے اور ان کی روحانی شعاعیں ان ملکوں میں پھیلتی چلی جائیں گی توں توں آپؓ کا نام نامی عظمت و شان سے ان ممالک میں چمکے گا۔ کیونکہ ان مشنوں کی بنیاد رکھنے والے تو آپ ہی ہیں۔ اور ہر ملک [illegible] والا مؤرخ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں آپ کے اسمِ گرامی کو اور آپؓ کی گرانبہا خدمات کو [illegible] نہیں کر سکتا۔

مصلح موعود کا تعلق باللہ

حسب بشارت مندرجہ بالا حضرت مصلح موعود کو تعلق باللہ کا ایسا مقام حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا تھا۔ چنانچہ

آپؓ اس سلسلہ میں بطور تحدی فرماتے ہیں :۔
"میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہو تو آئے اور ہم سے آکر مقابلہ کرلے۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی"
(الفضل ۲۳ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو رؤیا و کشوف اور الہامات سے نوازا اور آپ کو خدا تعالیٰ سے ملنے والی اخبار غیبیہ عین وقت پر پوری ہو کر غیروں کے لئے ایک نشان اور اپنوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئیں

علومِ ظاہری و باطنی سے پُر

سیدنا محمود المصلح الموعودؓ الٰہی بشارت کے مطابق علومِ ظاہری و باطنی سے پُر تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کو تخزنِ علم بنا دیا۔ آپ کے روح پرور خطبات اور ایمان افروز تقاریر اور بصیرت افروز تصانیف اس امر پر شاہدِ ناطق ہیں۔ قرآنِ مجید کی تفاسیر (تفسیر کبیر و تفسیرِ صغیر) اپنی نظیر آپ ہیں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ قرآنی معارف و علوم کے بارہ میں مخالف علماء کو بطور تحدی فرماتے ہیں :۔

(ا) "میں نے قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور اب اس قابل ہُوا کہ تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلامِ الٰہی میں مقابلہ کرلیں۔ میں انشاء اللہ تائیدِ الٰہی سے اس کے ایسے معنے بیان کروں گا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی"
(مصباح ۱۵ر جون ۱۹۳۰ء)

(ب) ایک دوسرے موقع پر فرمایا :۔
"قرعہ نکال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو غور کرلو اور مجھے نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابلہ میں آکر تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لے گی کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا اُن پر۔"
(الفضل ۷ر مارچ ۱۹۳۰ء)

(ج) اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کرنے کے بارہ میں مخالفینِ احمدیت کو مضمون نویسی کا چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔
"پھر میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ سچے دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دلوں میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم سے زیادہ عزت ہے تو میں انہیں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنے علماء کو تیار کریں اور تراضیٔ فریقین سے ایک تاریخ مقرر کرکے وہ بھی رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر مضامین لکھیں۔ اور ایک مضمون رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر میں بھی لکھوں گا۔ پھر دنیا دیکھ لے گی کہ ان کے دس بیس مضامین لکھے ہوئے میرے ایک مضمون کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور محاسن میں بیان کرتا ہوں یا وہ بیان کرتے ہیں"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر اگست ۱۹۳۷ء)

مگر ان چیلنجوں کے مقابل پر کسی مخالف مولوی کو آنے کی جرأت نہ ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ذریعہ قرآنِ مجید کے حقائق و معارف کے دریا بہا دئے۔ اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و محاسن اور سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو واضح رنگ میں اجاگر کر دیا جس کے نتیجہ میں غیر مسلموں کو بھی قبولِ اسلام کی توفیق نصیب ہوئی اور اپنوں کے ایمان زندہ اور مضبوط ہو گئے

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ سیرت و سوانح کے بارے میں آپ سے متعلق الٰہی بشارت کے مندرجہ ذیل الفاظ نہایت شان سے پورے ہوئے :۔
"تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے"
اور یہی امر آپ کے "مصلح موعود" ہونے کا روشن ثبوت ہے ؎

درخواست دعا

مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ اور مکرم محمد رحمت اللہ صاحب دونوں ہی خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہیں۔ وقفِ ایام کے سلسلہ میں وہ بیجاپور تشریف لے گئے ہیں۔ بیجاپور میں حال ہی میں مکرم محمد اسماعیل صاحب احمدی ہوئے تھے جو تبلیغ کا جوش رکھتے ہیں یہ سب مل کر تبلیغ کریں گے۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب نے باوجود شدید کاروباری مصروفیات کے ایام وقف کئے۔ احباب کرام ان سب کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ خاکسار غلام نبی مبلغ یادگیر

مردِ مومن کی تڑپ

"ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کو ان کی ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآنِ کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے ...."

(از تقریر حضرت المصلح الموعودؓ جلسہ سالانہ ۱۹۴۷ء منعقدہ لاہور)

دعائے نعم البدل

مکرم سید عبد المعبود صاحب کٹکی کارکن نظارت امورِ عامہ جن کی اہلیہ گزشتہ ایک ماہ سے امرتسر کے لال ہسپتال میں زیرِ علاج تھیں، کے ہاں مورخہ ۲۳/۱ صبح کی درمیانی شب کو بچی تولد ہوئی جو زچگی کے معاً بعد فوت ہوگئی۔ جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ زچہ کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شفائے کاملہ عاجلہ بخشے اور نعم البدل سے نوازے۔

ایڈیٹر

درخواستہائے دعا

● برادرم مکرم عبد الحکیم صاحب آف آسنور (کشمیر) امسال P.U.C. کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب جماعت کی خدمت میں عزیزم موصوف کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار خورشید احمد انور نائب مدیر بدر

● مکرم سید شہاب الدین صاحب سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ سونگڑہ (اڑیسہ) کو ان کا مکان جل جانے کی وجہ سے کافی اقتصادی نقصان ہُوا ہے تلافی کیلئے درخواستِ دعا ہے خاکسار سید فضل عمر کٹکی

● میری والدہ صاحبہ عرصہ سے آنکھ میں درد کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ایک آنکھ کا اپریشن ہوگیا ہے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے اہلیہ ناصر احمد صاحب جمشید پور

● ہمیں ان دنوں کچھ کاروباری پریشانیاں لاحق ہو رہی ہیں ان کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عبد الحمید انصاری۔ مرزا احمد اللہ بیگ حیدر آباد دکن

● عزیزم برادرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب و برادرم ڈاکٹر محمد جبین صاحب ساجد امریکہ نے کچھ میڈیکل امتحانات دئے ہیں ان امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز عزیزم ڈاکٹر ساجد صاحب کو بعض خانگی پریشانیاں لاحق ہیں ان کے ازالہ کیلئے درخواستِ دعا ہے۔
خاکسار فیض احمد گجراتی درویش قادیان

● میرا لڑکا سید عزیز الرحمٰن P.U.C. کا امتحان دے رہا ہے نمایاں کامیابی کیلئے درخواستِ دعا ہے خاکسار سید یعقوب الرحمٰن باری پدا اڑیسہ

دعائے مغفرت

میری پیاری امی جان زینب خاتون صاحبہ اہلیہ بابو محمد حمید احمد صاحب (سابق مینیجر اسٹار ہوزری قادیان حال کے سنز لمیٹڈ کراچی) مورخہ ۲۷ر جنوری بوقت دس بجے صبح طویل اور صبر آزما علالت کے بعد حرکتِ قلب بند ہو جانے سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ میاں زین العابدین صاحب مرحوم برادرِ اصغر حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم آف تھہ غلام نبی کی منجھلی صاحبزادی تھیں۔ بہت دعاگو صابر اور خدمت گزار خاتون تھیں۔ آپ نے ہم پانچ بھائیوں اور دو بہنوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اپنے ہاں جگہ دے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو
خاکسار طارق احمد سلیم ولد محمد حمید احمد صاحب۔ "النصرت" ۲/۹ جوہر آباد کراچی

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

از مکرم حکیم محمد الدین صاحب انچارج مبلغ میسور سٹیٹ مقیم بنگلور

برکاتِ خداوندی کا کامل مظہر

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی برکات کا کامل مظہر بنایا ہے۔ آپؐ کے بعد یہ برکتیں آپؐ ہی کے طفیل دنیا کو ہمیشہ ہمیش ملتی رہیں گی۔ یہ زمانہ جو ایسی برکات کے مشاہدہ کے لئے بیقرار تھا کہ اگر کوئی بھی کوئی زمانہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات کے مظاہر سے خالی نہیں تو یہ زمانہ بھی خالی نہیں رہنا چاہیئے۔

آنحضرت صلعم کی برکات کا ظہور حضرت مسیح موعود کے وجود میں

خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں حضور نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات ظاہر کرنے کے لئے چنا اور آپؐ پر بذریعہ الہام ظاہر فرمایا "کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ"۔ ترجمہ۔ تمام برکتیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔ بس بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم دی۔ اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی یعنی تمام برکتوں کا جامع وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپؐ کی غلامی اور شاگردی میں آنا انسان کے لئے حصولِ برکات کا واحد ذریعہ ہے۔ اسی ذریعہ کو اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ کو برکاتِ محمدی سے مالامال فرمایا۔ چنانچہ آپؑ کے الہامات جن میں ان برکات کا ذکر ہے ان میں سے چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) "انت امام مبارک" (تذکرہ صفحہ ۴۹۲)

(۲) "بُورِکْتَ یَا اَحْمَدُ وَکَانَ مَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ حَقًّا فِیْکَ" (تذکرہ صفحہ ۵۷۴)

(۳) "میں تجھے بہت برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(۴) خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبارک بیوی اور اس کے ذریعہ مبارک اولاد کی بشارت دی خصوصاً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"جس کا نزول بہت مبارک ... قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔
(تذکرہ صفحہ ۱۴۲)

(۵) اس پسرِ موعود یعنی حضرت مصلح موعود کے بارہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری ہی برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکت پھونکوں گا"
(تحفۂ گولڑویہ)

ان پیشگوئیوں کے ظہور کے بارہ میں خدائی انکشاف

خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کے ظہور کے بارہ میں آپؑ کو بذریعہ الہام بتایا:۔
"وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ"
یعنی یا تو خدا تعالیٰ ان میں سے کچھ تجھے دکھلا دے گا اور یا تجھے وفات دے گا اور بعد میں وہ سب کچھ پورا کرے گا
(تذکرہ صفحہ ۵۴۲)

ظہورِ برکات کے دو مظاہر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ (۱) ظاہری و روحانی اولاد کے ذریعہ برکات کے ظہور کے علاوہ (۲) آپؑ کی جماعت کے ذریعہ بھی برکات کے ظہور کا وعدہ تھا اور اسی طرح اولاد کے ذریعہ مختلف ممالک میں اور مختلف قوموں میں حق و صداقت کے ترقی کرنے کی بشارتیں بھی ہیں۔ علاوہ ازیں الہامات کے آپؑ کے الہام "بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ" میں بھی یہ وعدہ موجود ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں برکات کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ روحانیت کی تخم ریزی کا زمانہ تھا حضور علیہ السلام نے جہاں خدا تعالیٰ سے بابرکت اولاد پائی وہاں اپنے ماننے والوں کو مخاطب کرکے آپ نے فرمایا ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

چنانچہ آپؑ کی وفات کے وقت یہ برکات برصغیر ہند و پاک کے علاوہ تین چار ممالک میں تھوڑی تعداد میں ابھی پھیلی تھیں کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

دورِ حضرت مصلح موعود اور برکات کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیت کا پودا جو خدا تعالیٰ نے لگایا تھا اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کی ذریت و نسل میں سے وہ وجود جو مصلح موعود ہوگا اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور "قومیں اس سے برکت پائیں گی" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو بیج بویا جائے گا وہ مصلح موعود کے دور میں زمین کے شکم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ اکنافِ عالم میں بڑھتا چلا جائے گا۔

نامساعد حالات میں شرق و غرب میں کامیابی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو تبلیغ کا انبیاء علیہم السلام کی طرح جوش بخشا تھا۔ آپ نے ایسے وقت میں جبکہ دنیا مغرب زدہ تھی اور مغرب کی ذہنی اور حقیقی غلامی میں جکڑی ہوئی تھی اپنے شاگرد تیار کرکے ان کو بیرونی ممالک میں بھجوانے کا پروگرام شروع فرمایا۔ آپ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا:۔

"پھیل جاؤ دنیا میں۔ پھیل جاؤ مشرق میں۔ پھیل جاؤ مغرب میں۔ پھیل جاؤ شمال میں۔ پھیل جاؤ جنوب میں۔ پھیل جاؤ یورپ میں۔ پھیل جاؤ امریکہ میں۔ پھیل جاؤ افریقہ میں۔ پھیل جاؤ جزائر میں۔ پھیل جاؤ چین میں۔ پھیل جاؤ جاپان میں اور پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ پس تم پھیل جاؤ جیسے صحابہؓ پھیلے۔ تم جہاں جہاں جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلے کی ترقی کا موجب ہو۔ اسی طرح مختلف پیشے ہیں جو اور ملکوں میں سیکھے جا سکتے ہیں۔ انہیں سیکھو اور اپنے ملک کو ترقی دو۔ کہیں مزدور بن کر کہیں کلرک بن کر اور کہیں دیگر ذرائع سے ان فنون کو حاصل کرو اور دنیا میں نام پیدا کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری زندگیاں [illegible] احمدیت کی تعلیم کے رکز قائم ہو جائیں۔"
(خطبہ جمعہ ۱۵ فروری ۱۹۳۶ء الفضل جلد ۲۳ صفحہ ۲۱)

وہی یورپ اور امریکہ جہاں لوگ مغربی علوم کی خوشہ چینی اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنے کے لئے مرکزِ [illegible] میں تیار کردہ مبلغین کے ذریعہ وہ کام جو دنیا کے لئے ناممکن تھا شروع فرمایا۔ اس سے پہلے بھی اور اس زمانہ میں بھی مسلمانوں میں کئی بادشاہ اور بے شمار ذی ثروت سلطان موجود تھے مگر ان کے وہم و گمان میں بھی یہ کام ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر عقدِ ہمت عطا فرمایا کہ آپ کے شاگردوں [illegible] مبلغین نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے الٹی گنگا بہادی۔ اور یورپ اور امریکہ سے لوگوں کو مرکزِ احمدیت میں آکر اسلامی علوم سیکھنے کا روح پرور پروگرام شروع کرادیا۔ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ [illegible] سے اچھے اچھے لوگ جب مغرب میں جاتے تو ان کے اسلامی نام جو مثلاً محمد یوسف اور محمد یعقوب وغیرہ ہوتے جب یورپ [illegible] لوٹتے تو یہی لوگ ایم جوزف اور [illegible] جیکب بن جاتے اور شکل و صورت کے [illegible] مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [illegible] عیسائی یا نیم عیسائی بن کر [illegible] پس [illegible]

آپ نے صدر انجمن احمدیہ تحریک [illegible] اور وقف جدید کے تین زبردست [illegible] کے قیام کے ساتھ پوری دنیا میں تبلیغ کا وسیع جال پھیلا دیا۔ اور مغرب سے طلوعِ [illegible] کی پیشگوئی کا ظہور [illegible] آپ [illegible] مبارک دور میں نمایاں طور پر شروع ہوا اور [illegible] دور نہیں کہ مغرب اسلام کے [illegible] پوری طرح منور ہوگا۔ انشاء اللہ [illegible] آپ کا جذبۂ تبلیغ [illegible] محسوس کرکے چھوڑیں گے [illegible] روئے زمین کو خواہ [illegible]

کن کن قوموں نے [illegible]

باوجودیکہ مخالفین [illegible] کا زور لگایا کہ احمدیت کی [illegible]

ہی نہ معاذ اللہ ختم کر دی جاتی۔ چہ جائیکہ یہ اس ملک سے باہر پھیل سکے۔ مگر خدا تعالےٰ کے کاموں کو کون روک سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں برصغیر پاک و ہند کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک میں رہنے والی قوموں کو احمدیت قبول کرنے کا شرف بخشا۔ اور برکاتِ اسلام سے حصہ پانے کی سعادت عطا فرمائی۔ اللھم زد فزد۔

غانا۔ ٹوگولینڈ۔ آئیوری کوسٹ۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ جنوبی افریقہ۔ کینیا (مشرقی افریقہ) یوگنڈا۔ ٹانگانیکا۔ ماریشس۔ انگلستان۔ یورپ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سکنڈے نیویا۔ سپین۔ سوئٹزرلینڈ۔ امریکہ۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش اینڈ ڈچ گنی۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ برما۔ سیلون۔ اسرائیل۔ لبنان۔ مسقط۔ شام۔ عدن۔ ایران۔ افغانستان۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بابرکت دور میں مندرجہ بالا تمام ممالک کی اقوام میں سے سعید روحوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر برکات پانے والی بنا دیا۔

یہ قومیں ہر قسم کی برکتوں سے مالا مال ہو رہی ہیں

چنانچہ تعالےٰ آپ کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک آباد قوموں نے تبلیغ کے ذریعہ برکات حاصل کی ہیں۔ جو جاری ہیں اور اللہ تعالےٰ کا آپ سے وعدہ ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رکھے گا۔ انشاء اللہ

مالی برکات کا یہ عالم ہے کہ بمشکل سینکڑوں روپے سالانہ خدا کی راہ میں ہماری جماعت خرچ کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وسیع تر اور منظم تبلیغی نظام سے ایسی برکت عطا فرمائی اور اتنی ترقی دی کہ وہی سینکڑوں روپیہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والی جماعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں سے بھی ترقی کر چکی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے آپ کو ایسے ایسے مالی قربانیوں کے حاتم طائی عطا فرمائے ہیں کہ جنہوں نے احمدیت کی صداقت کو آشکارا کرنے کے لئے اپنے سارے سارے اموال کی بازی لگا دی۔

علمی برکات کا بھی آپ نے دریا بہا دیا ہے۔ اناڑیوں کو عالم بنا دیا۔ گونگوں کو زبانیں مل گئی ہیں اور اب ان کی تقاریر سے دنیا مسحور ہوتی ہے۔ زشت رو خوش منظر ہو گئے ہیں

اخلاقی برکات کے معترف اغیار بھی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایڈیٹر ریاست نے شہادت دی ہے کہ

"ایڈیٹر ریاست کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ان سینکڑوں میں ایک بھی ایسا نہیں دیکھا جو اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیرکٹر کے وہ پادری یاد آ جاتے ہیں جن کے اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا"

(اخبار ریاست ۱۳ر نومبر ۱۹۵۲ء)

روحانی برکات کا نظارہ کئی ممالک میں ظاہر ہو چکا ہے غیر مسلم دنیا کو اپنی جن روحانی شخصیتوں پر ناز ہے ان کو حضرت مصلح موعودؓ کے شاگردوں نے روحانی مقابلہ کیلئے للکارا تو دم دبا کر بھاگنے کے سوا چارہ نہ ہوا۔ خدا کی بیشمار برکات ہوں حضرت مصلح موعودؓ پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور آپؑ کے مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان برکات کو ہمیشہ بڑھاتا رہے۔ آمین۔ اور اس ناچیز کو بھی ان برکات سے کما حقہ فیضیاب فرمائے۔ آمین۔

سیّد ادریس احمد عاجزؔ عظیم آبادی

السّلام اے مصلح موعود سلطان البیان

السلام اے مصلح موعود سلطان البیان السلام اے کاروانِ دیں کے میر کارواں
السلام اے عاشقِ خیر الرسل شاہِ جہاں حامیٔ اسلام فرزندِ مسیحائے زماں

سیّدہ نصرت جہاں کے ماہ پارے السلام
کہکشانِ احمدیّت کے ستارے السّلام

اللہ اللہ تیری عظمت اور تری شانِ جلیل ذات ہے تیری مسیحا کی صداقت پر دلیل
السّلام اے حضرتِ فاروقِ اعظم کے مثیل تیری ہیبت سے ہوا شیطان زبوں خوار و ذلیل

السلام اے شہسوارِ راہِ عرفاں السّلام
السلام اے مظہرِ انوارِ یزداں السّلام

حسن اور احسان میں اپنے پدر کا تھا نظیر تیرے بحرِ علم سے سیراب تھے برنا و پیر
احمدیت کے فلک پر تھا تو اک بدرِ منیر غالب و قادر خدا ہر گام پر تھا تیرا نصیر

السّلام اے قاسمِ جامِ محبت السّلام
السّلام اے مظہرِ نورِ نبوت السّلام

فکرِ دینِ حق میں تو رہتا تھا ہر دم دردمند خندہ پیشانی سے تو نے سہہ لیا ہر اک گزند
تو وہ اولوالعزم تھا ڈالی ستاروں پر کمند تیرے ہاتھوں پرچمِ خیر الوریٰ تھا سر بلند

اے سپہ سالارِ افواجِ محمدؐ السّلام
السلام اے تابعِ فرمانِ احمد السّلام

تیرے زرّیں کارنامے تا ابد تابندہ ہیں اخترانِ چرخِ گردوں کی طرح رخشندہ ہیں
تیرے اعدا ہر قدم پر عاجز و شرمندہ ہیں تیرے پیرو تا قیامت غالب و پائندہ ہیں

السّلام اے آشنائے بحرِ وحدت السلام
السّلام اے میوۂ نخلِ نبوت السّلام

تیرے دورِ خسروی کا وصف ہو کیونکر بیاں دنگ عقلیں رہ گئی ہیں گنگ ہے سب کی زباں
تو مثالِ نیّرِ تاباں رہا یوں ضو فشاں ہو گئی خیرہ نگاہِ مرد و زن پیر و جواں

السّلام اے آفتابِ علم و حکمت السّلام
السّلام اے کاشفِ اسرارِ قدرت السّلام

موعود خلیفہ ہونے کا ایک پُر شکوہ اعلان

۱۹۳۶ء میں مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اعلان فرمایا:-

"میں اس لئے بھی خلیفہ نہیں ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے خدا تعالےٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالےٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۷-۱۸)

حضرت مصلح موعود ——— اور ——— تبلیغ اسلام

ہے ساعتِ سعد آئی اسلام کی جنگوں کی ٭ آغاز تو میں کر دوں انجام خدا جانے

از مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

عالمگیر مذہب ہونے کے اعتبار سے کسی مذہب کا جن خوبیوں سے مزین ہونا لازمی ہے وہ سب نمایاں طور پر اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ کامل و مکمل دین آج دنیا کی نجات کے لئے قرار دیا جا چکا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے اسی مذہب کو پسندیدہ اور آخری مذہب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ پس اکمالِ دین بانیٔ اسلام کے ذریعہ ہو چکا۔ اب تکمیلِ شریعت کے بعد تکمیلِ اشاعت باقی تھی جس کا مکمل ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ میں مقدر تھا کیونکہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی دو صفات تھیں محمد اور احمد یعنی صفتِ جلال اور جمال۔

صفتِ جلال کا ظہور

صفتِ جلال کا ظہور خود سیدنا سرورِ دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوا۔ اور شمشیری جہاد آپ کو کرنا پڑا یہی جلالی دور تھا جو محمدی نور کے ذریعہ ظہور میں آیا اور اسلام کی حقانیت عوام پر ظاہر ہوئی۔ لیکن ایک دور دورِ جمال مقدر تھا جس میں صفتِ احمد کا ظہور پوری شان سے ظاہر ہونا تھا: یہی تکمیلِ اشاعت یعنی قلمی جہاد کا دور تھا جو صفتِ جمال میں ظہور پذیر ہوا

صفتِ جمال کا ظہور

حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ صفتِ جمال کا ظہور ہوا۔ آپؑ نے قلمی و لسانی جہاد کی تحریک ایسی چلائی کہ جس کے ذریعہ آج تکمیلِ اشاعت مکمل ہو چکی اور ہر دیکھنے والا اور منصف یہ کہنے پر مجبور ہے کہ تکمیلِ شریعت کے بعد تکمیلِ اشاعت بھی ہو چکی ہے۔ یہ تکمیلِ اشاعت ہوئی کس طرح؟ اس اجمال کی تفصیل ان سطور میں ملاحظہ فرمایئے

ہر کام کا وقت اور موسم ہوتا ہے۔ نہ وہ اپنے وقت سے پہلے ہو سکتا ہے اور نہ بعد میں۔ جس پر خود خدا تعالےٰ کا جاری کردہ نظامِ کائنات شاہدِ ناطق ہے۔ جمالِ محمدی کا دور اپنے وقت پر شروع ہوا۔ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں کے تحت مہدی اور عیسیٰ ابن مریم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں ظاہر ہوا اور اسی مسیح و مہدی کے ہاں بشارتِ محمدی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے تحت ایک فرزندِ ارجمند پیدا ہوا۔ وہ جلد جلد پروان چڑھا اور اس نے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں تبلیغِ اسلام کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا کہ جب سے اسلام کا ظہور ہوا، اس رنگ میں کسی نے انجام نہیں دیا

تبلیغِ اسلام

جس رنگ میں حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تبلیغِ اسلام کا جال ساری دنیا میں منظم طور پر پھیلا دیا ہے کیا آپ سے پہلے بھی کسی اور بزرگ ولی یا بادشاہ نے اس رنگ میں تبلیغی نظام کی بنیادیں مضبوط کی تھیں؟ اسلام کی سابقہ تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک اسلام کی سربلندی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب بنتا رہے گا۔ کاش کہ احمدی قوم تا ابد اس کو قائم رکھے اور اس میں کمی نہ آنے پائے

تبلیغِ اسلام کا حکم جمہور اہلِ اسلام کو

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ (مائدہ - ۹) کہ اے رسول جو کلام تجھ پر نازل کیا گیا ہے اور جو تعلیم ہم نے تجھے دی ہے تو اس کی عام تبلیغ کر۔ اور لوگوں کو یہ احکامات کھول کھول کر سنا دے۔ اصل اور اہم کام یہی ہے۔ اگر یہ کام نہ ہو تو اس صورت میں تو خدا کا پیغام پہنچانے والا نہ ہوگا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ تبلیغِ اسلام سب سے بڑا اور اہم کام ہے اور ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے متعلق ہر ممکن کوشش کرے۔ مگر اس اہم فرض کی ادائیگی کی طرف مسلمانوں نے کبھی بھی کما حقہٗ توجہ نہیں کی حالانکہ اسلام میں بڑے بڑے بادشاہ اور امراء ہوئے ہیں اگر وہ چاہتے تو ایک مستحکم نظامِ تبلیغ قائم کر جاتے جو حکومتی سطح پر فریضۂ تبلیغ ادا کرتا جیسا کہ ہم عیسائی دنیا کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے اس طرف قطعی توجہ نہ کی۔ اور کرتے بھی کیسے۔ یہ سعادت تو صرف اور صرف احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز مرزا غلام احمد المسیح الموعود کے فرزندِ مقدس المصلح الموعود کے لئے مقدر تھی۔ کہ اس اہم تبلیغی نظام کی دائمی عمارت کی وہ بنیاد رکھ کر عظیم الشان سربفلک عمارت تیار کرتے جس کو دنیا کا بچہ بچہ دیکھ سکتا

خیرِ امّت کا کام

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ نے امتِ محمدیہ کو خیرِ امت کہہ کر یاد فرمایا ہے اور اس امت کے فرائض میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر داخل فرمایا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنی تم سب سے بہتر امت ہو اور تمہارے اس پاک مطہر اور مقدس گروہ کا قیام اس لئے عمل میں لایا گیا ہے کہ تم عوام الناس میں امرِ معروف یعنی نیکی اور اچھائی کی تبلیغ کرو اور عوام الناس کو لغو بیہودہ ناپاک اور گندی باتوں بری صحبتوں اور ناپاک مجلسوں سے باز رہنے بچنے اور اجتناب کرنے کی تلقین کرو اور معاشرہ اور تمدن کو پاک اور صاف رکھو اور اسی دنیا کو جنت بنا دو۔ یہ تھے فرائض اور یہ تھیں ذمہ داریاں جو بحیثیت تبلیغ و تربیت امتِ محمدیہ نے ادا کرنی تھیں لیکن اس خاردار راہ کو کون اختیار کرتا کیونکہ کوئی اپنی مزے کی زندگی کو چھوڑ کر کلفتیں مول لیتا۔ سچ فرمایا تھا مسیح زماں نے ؎

کون چھوڑے خوابِ شیریں کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خارِ مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار

اسی امر و نواہی کے ارشاد کے ساتھ ہی اس عالم الغیب ہستی نے امت کو اس امر و نواہی کی ادائیگی کے طریق بھی سکھلا دیئے۔ فرمایا کہ عام فرضیت کے علاوہ اس کی کما حقہٗ ادائیگی کی صورت جو موزوں اور بہتر ہے وہ یہ کہ ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو ساری امت کی طرف سے اس فرض کو ادا کرتا چلا جائے

مبلغین و مربیان کے گروہ کی ضرورت

چنانچہ مبلغین کے اس خاص گروہ کی طرف خدا تعالےٰ اپنے پاک کلام میں اس طرح اشارہ فرماتا ہے کہ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یعنی ضروری ہے کہ تم میں سے ایک خاص گروہ ہو جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصروف رہے۔ پس اس گروہ کا کام خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت۔ نیکی کا پھیلانا اور بدی کا مٹانا ہے۔ اس کا کام اپنی زندگیاں وقف کر کے اعلائے کلمۂ اسلام میں مصروف ہونا ہے۔ اور بقیہ امت کا کام ہے کہ اس خاص گروہ کی ہر طرح معاونت کرے۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اسی طرح وہ تبلیغی و تربیتی نظام تا قیامت قائم اور دائم رہ سکتا ہے

ظاہر ہے کہ ان احکامات پر منشاء الٰہی کے مطابق خلفائے راشدین کے بعد عمل نہیں ہوا۔ حالانکہ اس امت میں بڑے بڑے صلحاء اولیاء اور صوفیاء کے علاوہ عظیم شخصیتوں کے مالک سلاطین ہوئے جن کی دھاک آج بھی ان کے گزر جانے کے بعد لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ خود اس زمانہ میں بڑی بڑی منظم اسلامی جماعتیں اور ادارے قائم ہیں اور کروڑوں مسلمان بھی ایسے ہیں جو دولت کے اعتبار سے ارب پتی ہیں۔ بیسیوں اسلامی سلطنتیں آج بھی موجود ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے اس فرمانِ عظیم پر کسی کو بحیثیت قوم و جماعت عمل کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ہو رہی ہے۔ ہاں اس وقت صرف اور صرف ایک نہایت ہی غریب اور مٹھی بھر جماعت یعنی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیار کردہ جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ وہ اعلائے کلمۂ اسلام میں مصروف رہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ ازل سے یہی مقدر تھا۔

فرزندِ موعود

گو تبلیغِ اسلام کا عمومی کام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی شروع ہو چکا تھا اور جماعتِ احمدیہ کی ترقی کے ساتھ ہی ساتھ یہ کام بھی بفضلہ تعالےٰ بڑھتا گیا لیکن حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں یہ کام خصوصیت کے ساتھ نہایت ٹھوس بنیاد پر وسیع سے وسیع تر ہو گیا اور آپ کے عہدِ زریں میں تبلیغِ اسلام و اشاعتِ دین کا ایک عالمگیر جال بچھا دیا گیا میرے دوستو! ایسا کیوں نہ ہوتا مصرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اسی موعود فرزند کے ذریعہ بڑی شان وشوکت اور صفائی کے ساتھ پورا ہوا تھا جس کی بشارت قبل از وقت بایں الفاظ دیدی گئی تھی کہ:۔

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا.... نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور **زمین کے کناروں تک شہرت** **پائے گا اور قومیں اس سے** **برکت پائیں گی۔"**

(اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)

یہ وہ بشارت ہے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کے وجود باجود سے معرض ظہور میں آئی اور اپنی ساری رعنائیوں کے ساتھ پوری ہوئی۔ وہ وجیہہ پاک اور زکی غلام دنیا میں ظاہر ہوا جو مسیح موعود کی ہی ذریت ونسل سے تھا۔ اس نور نے تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ اور ظلمتوں کو چھانٹ دیا۔ وہ خدائی عطر سے ممسوح ہوا اور ہندوں کو اپنے انفاس قدسیہ سے پاک کر گیا۔ وہ روح اللہ تھا جس میں خدائی روح بولتی تھی۔ کتنے ہی دل تھے جو گناہوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ بے شمار روحیں تھیں جن کو شیطان نے اپنا قیدی بنا رکھا تھا۔ اور بہت تھے جو جور واستبداد کا شکار بنے ہوئے ظلمتوں میں بھٹک رہے تھے۔ آپؓ نے اپنے خدام کو قرآنی مشعل دے کر کوچہ بہ کوچہ، قریہ بہ قریہ اور ملک بہ ملک بھیج دیا تا روحانی تشنگی سے جاں بلب یہ روحیں ان گڑھوں سے بچ سکیں جو شیطان نے تیار کر رکھے ہیں۔ آپ کے وجود باجود سے دنیا کی ہر قوم نے برکت پائی۔ اور شادماں ہوئی۔ مسیح ناصری علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق یہ وہی دولہا تھا جس کا انتظار کرتے کرتے کنواریاں تھک کر سو چکی تھیں، اور جو جاگ رہی تھیں وہ اس کے دامن سے لپٹ گئیں اور الٰہی برکات وفیوض سے جو اس کے قدوم میمنت لزوم سے وابستہ تھیں مالامال ہو گئیں۔ اور آخر وہ دولہا زمین کے کناروں تک شہرت پاب ہوا

ایک عظیم الشان عہد اور اس کا ایفاء

دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیں۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی خطہ اور کوئی وادی آپ کو ایسی نظر نہ آئے گی جہاں پر آپ فرزندانِ توحید کو خدائے واحد کی توحید کے نعرے بلند کرتے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو دنیا سے منواتے ہوئے نہ پائیں گے۔ توحید کے یہ شیدائی اور محمدؐ عربی کے یہ فدائی اور جانثار فرزانے آپ کو ہر جگہ ملیں گے۔ ہر ملک میں قدوسیوں کی یہ فوج شیطان اور اس کے چیلوں کا قلع قمع کرنے میں مصروف ہے۔ اور یہ سب کچھ مرہون ہے اس عہد جدید کا جو خدا کے ایک بندے فرزند مسیح دمہدی حضرت محمودؓ نے اپنے مقدس باپ کی وفات کے موقع پر کیا۔

قارئین کرام! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود کی عمر انیس سال سے کچھ ہی اوپر تھی۔ اس سانحہ عظیمہ کے وقوع پذیر ہوتے ہی پہلی بات جو آپ سے صادر ہوئی اس سے آپ اس عظیم شخصیت کے مقصد اعلیٰ اور علو ہمت کا جائزہ لے سکتے ہیں جس کے حصول کے لئے آپ نے اپنی ساری عمر وقف کر دی اور آخری سانس تک اس میں باوقار مجاہد کی طرح مصروف رہے۔ جو ایک لحظہ کے لئے بھی ماندہ نہیں ہوتا یہ وہ پاکیزہ عزم صمیم تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوتے ہی آپ نے اس پلنگ کے پاس کھڑے ہو کر جس پر حضورؑ کا جسد مبارک تھا اللہ تعالیٰ سے حضور عہد کیا کہ "میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچاتا چلا جاؤں گا' خواہ مجھے اکیلے ہی اس کام کو کرنا پڑے۔ اور ایک بھی انسان میرا ساتھ نہ دے"

اپنے اسی عہد کے بارہ میں حضرت المصلح الموعود رضؓ ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

شیطاں سے جنگ کرنے میں جان تک لڑاؤنگا
یہ عہد ذاتِ باری سے اب کر چکا ہوں میں

بھائیو! یہ عہد آپ نے کس جوانمردی علوہمتی اور استقلال کے ساتھ پورا کیا کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو ساری دنیا میں پھیلا دیا اور پہنچا دیا۔ ایک نئی زمین اور نیا آسمان تیار کر کے دکھا دیا اور مسیح موعود کا وہ الہام کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" آپ ہی کے عہد زریں میں پوری شان و شوکت کے ساتھ پورا ہوا۔

زمین کے کناروں تک تبلیغ اسلام

آج دنیا کا ہر ملک تبلیغ اسلام سے ہم آغوش ہے۔ ہر ملک میں احمدی مبشرین دعوتِ اسلام دینے میں مصروف ہیں اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بابرکت رؤیا اپنی پوری تابانی کے ساتھ پورا ہو رہا ہے جس میں حضورؑ نے بہت سے سفید پرندوں کے پکڑنے کا ذکر کیا ہے۔

یہ حضرت المصلح الموعود رضؓ کی اُن تھک کوششوں اور غلبۂ اسلام کے لئے دلی تڑپ کا نتیجہ ہی ہے کہ آج ماریشس۔ امریکہ۔ مغربی افریقہ۔ سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ مشرقی افریقہ۔ نیروبی۔ انڈونیشیا۔ ملیشیا۔ مصر۔ فلسطین۔ برما۔ جاپان۔ سنگاپور۔ افغانستان۔ یوگوسلاویہ۔ اٹلی۔ سپین۔ البانیہ۔ پولینڈ۔ ہنگری۔ روس۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ ہیمبرگ۔ ٹرینی ڈاڈ۔ کولمبو۔ بورنیو۔ دمشق۔ لبنان۔ مسقط۔ آسٹریلیا۔ الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں تبلیغ اسلام کا جال نہ بچھ چکا ہو حضور کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کی جو بنیادیں پڑ چکی ہیں اور ان پر جو عمارت بن رہی ہے وہ انشاء اللہ قیامت تک بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے گی تا آنکہ ساری دنیا آغوشِ اسلام میں نہ آ جائے

فدائی ملت المصلح الموعود کی ان ہی تبلیغی کاوشوں سے متاثر ہو کر موجودہ صدی کے عالمی شہرت یافتہ مصنف جارج برنارڈ شا لکھتے ہیں:۔

"مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرلے گی۔ میں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ ہی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانہ حیات کے مقابل پر ایسی ہدایت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہیئے اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمدؐ کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا ہی کل بھی قبول کیا جائے گا۔ قرونِ وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ فی الحقیقت انہیں محمدؐ اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک محمدؐ یسوع کا دشمن تھا۔"

یہ انقلاب اور یہ رجحان صرف اور صرف اس تبلیغِ اسلام کے ذریعہ ہوا جس کا آغاز سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ہاتھوں ہوا۔ گویا کہ تمام وہ پیشگوئیاں جو مغرب سے طلوعِ شمس اور آفتابِ صداقت کے چمکنے اور یورپین اقوام کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے سے متعلق ہیں۔ وہ آپ ہی کے وجود باجود سے پوری ہوئیں اور تا ابد پوری ہوتی رہیں گی۔ انشاء اللہ

مصلح موعود رضؓ

جانِ حق جانِ مصلح موعود	شانِ حق شانِ مصلح موعود
ہے رواں ایک قلزمِ تحقیق	زیرِ عنوانِ مصلح موعود
عاشقانِ نبی کے تاروں میں	ماہِ تابانِ مصلح موعود
گونجتی ہے تمام عالم میں	آج آذانِ مصلح موعود
حق شناس وحق آگہ وحق بیں	حق ہے اعلانِ مصلح موعود
پُر زِ دُر ہائے معنیٔ قرآں	بحرِ دامانِ مصلح موعود
جوشِ عشقِ قلوبِ عالم ہے	سوزِ ایمانِ مصلح موعود
نورِ تابانِ شمعِ بزمِ جہاں	علم وعرفانِ مصلح موعود
میکدہ چیز ہے کیا ہے	کھول دیوانِ مصلح موعود
کم نہیں مثل ہے مسیحا کا	حسن واحسانِ مصلح موعود

خاکِ پایانِ شاہِ یثرب ہیں
ہم غلامانِ مصلح موعود

غلام نبی ناظر یاڑی پورہ کشمیر

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اسلام کے ایک زندہ اور تا قیامت رہنے والا مذہب ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ نیز اس نے اسلام کو ایک شجرۂ طیّبہ کے ساتھ مشابہت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایک پاک درخت کی طرح ہے جو ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا تازہ اور شیریں پھل دیتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس پُر آشوب زمانے میں بھی خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس شجرۂ اسلام کی آبیاری کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :-

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے کس طرح اسلام کی حفاظت اور خدمت کا کام لیا۔ آپؑ اپنی آمد کا مقصد جیسا کہ فرمایا گیا یُحیی الدّین ویُقیم الشریعۃ بتاتے ہیں۔ یعنی دینِ اسلام کو زندہ کرنا اور شریعتِ محمدیہ کو انسانی قلوب میں قائم کرنا۔ آپؑ اس مقصد کو پورا کر کے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

آپؑ نے اپنی وفات سے قبل تمام دنیا کو یہ خوشخبری دی کہ آئندہ اپنی اسی جماعت (احمدیہ) کے ذریعہ خدا تعالےٰ شجرۂ اسلام کے نشو و نما کا انتظام فرمائے گا۔ چنانچہ آپؑ اپنی ایک رؤیا کا ذکر کر کے فرماتے ہیں :-

"خواب میں دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھ کر لائے ہیں جو پھلدار ہے اور مجھ کو دیا تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا اور نہایت سبز تھا اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا اور پھل نہایت شیریں تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیریں تھے مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا۔ ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دُنیا میں دیکھا نہیں گیا۔ میں اس درخت کے پھول اور پھل کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی

میری دانست میں میر ناصر سے مراد خدائے ناصر ہے کہ وہ ایک ایسے عجیب طور سے مدد کرے گا جو خوق العادت ہو گی"

(تذکرہ ص۵۹۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ خواب بتاتا ہے کہ آئندہ شجرۂ طیبہ میں شیریں پھل کا پیدا ہونا آپ کی قائم فرمودہ جماعت کے ذریعہ ہو گا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد اس درخت کی آبیاری اور پرورش کا کام آپؑ کے خلیفہ اوّل حضرت نورالدین رضؓ کے ذریعہ ہوتا رہا۔ چھ سال کے بعد اس شجرۂ طیّبہ میں ایک اور شیریں پھل نمودار ہوا یعنی حضرت مصلح موعودؓ۔ آپؓ نے ۵۱ سال کی طویل مدت میں اس روحانی درخت کی اس رنگ میں پرورش فرمائی کہ اکنافِ عالم میں اس کی شاخیں لہرانے لگیں اور لاکھوں کی تعداد میں سعید روحیں اس سایہ دار درخت کے نیچے پناہ گزیں ہوئیں اور اس کے شیریں پھل سے استفادہ کرتی رہیں۔

آپ کے وجودِ اقدس کے ساتھ کئی پیشگوئیاں اور بشارتیں وابستہ تھیں ان بشارتوں کے مطابق آپ کا وجود پر نور تمام اکنافِ عالم کے لئے ایک رحمت، فضل اور احسان کا نشان ثابت ہوا۔ آپ کے ساتھ فضل تھا جو آپ کے آنے کے ساتھ آیا۔ آپ صاحبِ شکوہ اور عظمت و دولت تھے۔ آپ دنیا میں آئے اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کر دیا اسلام کی ڈوبتی نیّا کو پر فتن اتھاہ سمندروں سے گزار کر صحیح و سلامت کنارے لگا نے میں کامیاب و کامران ہو گئے اور دنیا کو اپنے وجود سے پتہ دے دیا کہ زندہ خدا اور زندہ رسول کون ہے۔ سو آپ کا آنا کان اللّٰہ نزل من السماء ہے۔ گویا کہ خدا خود آسمان سے نیچے اتر آیا ہے۔

خدمتِ اسلام کے سلسلہ میں آپ نے جو عظیم الشان معرکہ سر کیا تھا اس کا آپ کو خود اعتراف اور فخر ہے اور آپ نے برملا کہا کہ آئندہ مورخینِ اسلام میرے نام کے بغیر اپنی تاریخ مکمل نہیں کر سکیں گے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"میں خدا کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا . . . .

جب اسلام اور احمدیت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مورخ اس بات پر مجبور ہو گا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے۔ اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائے گا ایک بہت بڑا خلا واقع ہو جائے گا جس کا پُر کرنے والا کوئی نہیں ملیگا"

(بحوالہ ماہنامہ خالد۔ ربوہ۔ دسمبر ۱۹۶۵ء)

گویا کہ دنیا میں جب تک اسلام باقی اور قائم رہے گا — انشاء اللہ تا قیامت زندہ اور باقی رہے گا — تب تک سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا نام نامی اسمِ گرامی بھی باقی رہے گا اور آپ کی یاد ہر ایک کے دل کو منور کرتی رہے گی۔

اس تاریخی شخصیت کے بارے میں ذکر کرنے کے لئے جس طرح مستقبل کا مورخ مجبور ہو گا اسی طرح ماضی میں آپ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں مذہبی کتب میں عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بطور مثال چند ایک درج ذیل ہیں :-

(الف) طالمود جو یہود کی احادیث کی کتاب ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

It is also said that He (The Messiah) shall die and his Kingdom descend to his son and Grandson

(طالمود جوزف برکلے باب پنجم ص۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

یعنی یہ کہا جاتا ہے کہ مسیح اپنی آمدِ ثانی کے بعد وفات پائیں گے اور ان کی بادشاہت (مشن) ان کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔

(ب) مخبرِ صادق حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم مسیح کی آمدِ ثانی کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی فرماتے ہیں

ینزل عیسی ابن مریم الی الارض
یتزوج ویولد لہ

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نازل ہوں گے اور وہ شادی کریں گے اور ان کے بچے بھی ہوں گے۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"مسیح موعود کی خاص علامتوں میں یہ لکھا ہے کہ . . . . وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہو گی . . . . . یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل میں سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہو گا اور دینِ اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں خبر آ چکی ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

(ج) آٹھویں صدی ہجری کے ایک ولی اللہ اور صاحبِ کشف و رؤیا بزرگ حضرت امام یحییٰ بن عقب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :—

اذا ما جاء ھم التوبتی حقًا
علی عمل سیملک لا محال
وبعدھم سیظھر بعد نصا
یملک الشام بلا قتال

(کتاب شمس المعارف الکبری جلد سوم ص۳۳۹)

اس منظوم کلام میں حضرت امام صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ایک عربی النسل شخص کے آپ کی مسند پر بیٹھنے اور پھر محمود کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ جن کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّل خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ کے بعد حضرت سیدنا محمودؓ اس پیشگوئی کے مطابق منصبِ خلافت پر فائز ہو جاتے ہیں۔

(د) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدد کتب میں اپنے اس پسر موعود کے بارے میں بے شمار پیشگوئیاں خدا تعالےٰ سے بشارت حاصل کر کے فرمائی تھیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :-

(۱) "سو چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایتِ اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا"

(تریاق القلوب)

(۳) "خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔"

(ازالہ اوہام صـ۱۵۶)

(۴) "خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا جائیگا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا"

(تحفہ گولڑویہ صـ۵)

(۴) "میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا"

(تریاق القلوب صـ۴)

(۵) "دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"

(سبز اشتہار صـ۷ حاشیہ)

یہ اور اسی قسم کی متعدد پیش خبریوں اور بشارتوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے ایک اولوالعزم اور سیمی اوصاف کے مالک اپنے پسر موعود کا ذکر فرمایا تھا۔ اور نہایت واضح رنگ میں یہ بھی بتایا تھا کہ وہ پسر میری اپنی ذریت اور نسل میں سے ہوگا اور اس کا نام محمود ہوگا۔ نیز خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بمقام ہوشیارپور نہایت واضح طور پر اس آنے والے مصلح موعود کی عظیم الشان علامات بھی بتائی تھیں۔

چنانچہ ان تمام پیش خبریوں اور علامتوں کو پورا کرتے ہوئے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اپنی ۲۵ سال کی عمر میں خلافت مسیح موعود کے عہدہ پر متمکن ہو کر نصف صدی سے زاید طویل مدت میں وہ تمام علامتیں اپنے اوپر صادق کر دکھاتا ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو قبل از وقت بتائی تھیں

گویا کہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کے مطابق آپ کا وجود اقدس ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود کی عظیم الشان اور ناقابلِ تردید دلیلِ صداقت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے کچھ لوگ اب بھی محض بغضِ محمود کی وجہ سے اس عظیم الشان [illegible] دور از کار تاویلات کرتے ہیں اور نصف النہار کے وقت سورج کا انکار کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ ہمارے درمیان ۷۶ سال کا طویل عرصہ نہایت کامیابی سے گزار کر رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ آپ کا انجام بھی نہایت کامیاب ہوگا۔ چنانچہ حضور رضؓ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:-

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا مَوْتُ حَسَنٍ فِی وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا اس الہام میں مجھے حسن رضی اللہ عنہ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی فالحمد للہ علیٰ ذالک"

(تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم حصہ چہارم صـ۱۸۹)

چنانچہ آپؓ کی وفات اور اس کے معاً بعد خلافت ثالثہ کا انتخاب اس عظیم الشان پیشگوئی کی کامل تکمیل پر دلالت کرتا ہے۔

گویا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش، زندگی اور موت نہایت بابرکت نہایت کامیاب اور نہایت عظیم الشان تھیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ مصلح موعود کو کئی باتوں میں حضرت مسیح سے مشابہت ہوگی (ازالہ اوہام صـ۱۵۶) بقول حضرت مسیح کے وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (مریم آیت ۳۳) آپ کی ولادت، زمانہ حیات اور وفات سلامتی اور خیر و برکت کا موجب ثابت ہوئیں۔

اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ٭

پیدائش مصلح موعود کی الہامی میعاد

از محترم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

کئی سال ہوئے عیسائیوں کے "رئیس المناظرین" پادری عبدالحق صاحب قادیان میں تشریف لائے اور ہمارے محلہ میں آکر کچھ دیر ٹھہرے۔ جماعت کی طرف سے بھی ملاقات کا انتظام کیا گیا۔ مہمانخانہ میں کئی دوست مدعو تھے یکرم محترم جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی اور مکرم محترم جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے علاوہ کئی اور دوست بھی موجود تھے۔ ان میں خاکسار بھی شامل تھا مختلف قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر آیا۔ حضورؓ اس وقت بقیدِ حیات موجود تھے

پادری صاحب موصوف نے فرمایا میں نے "خلیفہ صاحب" سے ملاقات کی ہے اور مولوی محمد علی صاحب سے بھی ملا ہوں میں نے خلیفہ صاحب کو مولوی محمد علی صاحب سے کہیں بہتر پایا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے اس تاثر کا اظہار مولوی محمد علی صاحب سے بھی کیا تھا۔ نیز پادری صاحب نے فرمایا کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کیا جناب مرزا صاحب نے اپنے خاص بیٹے مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی وہ کیا ہوئی۔ پہلے لڑکے کی وفات کے بعد تو انہوں نے بار بار یقین دلایا تھا کہ وہ ضرور پیدا ہوگا مگر مرزا صاحب وفات پا گئے تو وہ لڑکا کدھر گیا۔ پادری صاحب موصوف نے بتایا کہ میرے اس سوال پر مولوی محمد علی صاحب خاموش رہے اور کچھ بھی جواب نہ دیا۔

مگر پادری صاحب موصوف نے یہ سوال ہم لوگوں سے یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ سے نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس خاص الخاص لڑکے مصلح موعود کی پیدائش کے لئے اللہ تعالیٰ کے الہام میں ۹ سال کی میعاد کا اعلان تھا۔ چنانچہ حضورؑ نے مصلح موعود کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے ایک ماہ بعد دعا کے ذریعہ خدا سے میعاد معلوم کر کے اعلان فرمایا تھا کہ:-

"اس عاجز کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ..... میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے جو صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا ..... ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا"

(اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

پنڈت لیکھرام نے جب بشیر اول کی وفات کے بعد اعتراض کیا کہ موعود لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو گیا ہے اور پیشگوئی غلط نکلی ہے کیونکہ مصلح موعود کے متعلق اعلان تھا کہ وہ عمر پانے والا ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کا جواب سبز اشتہار میں یہ دیا کہ معترض نے دیانتداری سے کام نہیں لیا کیونکہ اس نے حق پوشی کی ہے۔ نو برس کی میعاد کا ذکر اس نے اپنے اشتہار میں نہیں کیا۔ معترض نے سراسر خیانتوں سے کام لیا ہے اور ساری پوری عبارت اعتراض کے ساتھ نقل نہیں کی۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اس عبارت کا اگلا فقرہ کہ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ اس فقرہ کو اس نے عمداً نہیں لکھا۔ کیونکہ اس کے مدعا کو مضر تھا۔ اور اس کے خیالِ فاسد کو جڑ سے کاٹتا تھا۔"

(سبز اشتہار صـ۷ حاشیہ)

اس سے ظاہر ہے کہ مصلح موعود کی پیدائش کی الہامی میعاد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے نو برس کے عرصہ کے اندر اندر مقرر تھی اور اس میعاد کو خدا تعالیٰ نے نہ تو رد کیا اور نہ ہی منسوخ قرار دیا بلکہ اسے قائم رکھا اور اس الہامی میعاد کے اندر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے روز ہوئی اور خدا کی بات پوری ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مگر ہمارے روٹھے ہوئے قادیان کو ترک کر دینے والے نئے گروہ خوارج نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایمان لانے کے بعد انکار کر دیا۔ پھر وہ پادری عبدالحق صاحب کو کیا جواب دے سکتے تھے۔؟ وہ تو اپنے ہاتھ پہلے سے خود کاٹ چکے تھے۔

٭

حضرت سیدہ سرور سلطان صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہا کی وفات پر

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی تعزیتی قرارداد

قادیان مورخہ ۷ ر تبلیغ (فروری) ۱۳۴۹ ہش - آج بعد نمازِ عشاء مسجد مبارک میں محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم - اے کی صدارت میں حضرت سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس انعقاد پذیر ہوا - جس میں متفقہ طور پر حسب ذیل قرار دادِ تعزیت منظور کی گئی :-

"ہم ممبران مجلس خدام الاحمدیہ قادیان حضرت سرور سلطانہ صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہیں - آپؓ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے عقدِ زوجیت میں آجانے کے بعد امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا ایک درخشندہ ستارہ بن گئیں - آپؓ کی اس خوش بختی وسعادت میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انہیں اپنی بہو بنانے کے لئے انتخاب فرمایا - نہ صرف یہ کہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص اور بزرگ مرید و صحابی حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار پشاور کی صاحبزادی تھیں - بلکہ خود بھی ایک بلند پایہ صحابیہ اور غیر متزلزل ایمان رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں - اسلام اور احمدیت کے صحیح عقائد کے بارے میں بڑے سے بڑا ابتلاء بھی آپؓ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکا - اور پورے ۵۷ سال کا عرصہ اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت شوہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پوری وفاداری، ثابت قدمی اور خلوص و محبت سے گزارا - حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاں آپؓ کے بطن سے گیارہ بچے پیدا ہوئے اور اس طرح آپؓ حضور علیہ السلام کے الہام "تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا" کے پورا کرنے میں حصہ دار بنیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس شجرہ طیبہ کی شاخِ بار آور میں سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں زندہ موجود ہیں اور مختلف رنگوں میں اسلام و احمدیت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں -

آپؓ کی وفات نہ صرف خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی ایک عظیم صدمہ کا موجب ہے بلکہ ساری جماعت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے - اس صدمۂ جانکاہ پر صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے ہم خدا اور اس کے رسولؐ ہی کے الفاظ دہراتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا - اور اپنے محزون دلوں سے اس سانحۂ ارتحال پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحومہؓ کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں، خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد نیز جملہ احبابِ جماعت سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دلی ہمدردی و تعزیت پیش کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرماتے اور محترمہ مرحومہؓ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کا مقام عطا فرماتے آمین -

اس قرار دادِ تعزیت کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی - حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی - اور مرحومہؓ کے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں - آپؓ کے برادر اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نیز احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں "

قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیع الشان مرتبہ و مقام - اوصافِ حمیدہ - عظیم الشان کارہائے نمایاں - حیران کن قائدانہ فہم و فراست - حسن تدبر - اپنے مقصد و نصب العین میں بے پناہ عزم و استقلال - ہمہ گیر معرکہ آرائیاں، اور قابلِ رشک تبحر علمی وغیرہ عنوانات پر سیر حاصل بحث کرنا فی الحقیقت ایک وسیع دفتر کا متقاضی ہے - جس کے لئے یہ اوراق قطعاً متحمل نہیں ہو سکتے -

عہدِ خلافتِ اولیٰ میں خفیہ طور پر اور انتخابِ خلافتِ ثانیہ کے وقت علانیہ طور پر منکرین خلافت نے جو فتنہ برپا کیا - کیا آپ اسے معمولی فتنہ سمجھ سکتے ہیں؟ ایسے امتحانی دور میں سے تمام جماعت کو صحیح و سالم باہر لے آنا - ان کے سامنے قیامِ خلافت کی عظمت و اہمیت کو واضح کرنا اور ان کے دلوں میں قیامت تک کے لئے نظامِ خلافت سے دلی وابستگی کا عظیم جذبہ پیدا کر دینا - کیا حضورؓ کے اس عظیم کارنامے کو معمولی نوعیت کا قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور کیا اس پر بھی اہلِ پیغام یہ سوال کر سکتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے معاً بعد مصلح موعود کی ضرورت کیوں؟

یہ ایک مثال ہے ——— ورنہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک سوانح حیات تو اپنے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ ایک جرِ بیکراں کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی گہرائی کو ناپنا تو کجا اندازہ کرنے سے ہی انسانی نگاہیں محوِ حیرت ہو جاتی ہیں اور ذہن ماؤف اور زبان بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ ؎

دامانِ نگاہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار
گلچینِ بہار تو زداماں گلہ دارد !!

——— (انور)

درخواستِ دعا

خاکسار کے خسر محترم سید محمود علی آف کرنول کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں - کمزوری کافی ہو گئی ہے - جملہ بزرگانِ جماعت و احبابِ کرام سے ان کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے - خاکسار: محمد کریم الدین شاہد قادیانی

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیۂ نفس کرتی اور اموال کو بڑھاتی ہے

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" - بقیہ صفحہ ۹

میں ایک نئے مرکز کے قیام کا کشفی نظارہ دکھایا گیا -

غرضکہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کی صفت حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ - ناقل) کی ذات میں متعدد رنگ میں پوری ہوتی اور اس طرح مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا جو خارقِ عادت رنگ میں پورا نہ ہو چکا ہو -

(منقول از تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶ مؤلفہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ)

REGD. No. P. 67 PHONE NO. 35

The Weekly Badr Qadian

MUSLEH MAUD NUMBER

خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام کی ایک مستحکم بُنیاد قائم کرے گا

اور

میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پُرشکوہ پیغام اہلِ لاہور کے نام

۱۹۴۴ء کے شروع میں جب اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ انکشاف فرمایا کہ آپؓ ہی پیشگوئی مصلح موعود اور اس سے متعلقہ دیگر آسمانی بشارات کے مصداق ہیں تو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی سال متعدد مقامات پر منعقد ہونے والے پبلک جلسوں میں اس امر کا اعلان فرمایا۔ ذیل کا اقتباس حضورؓ کی اُس بصیرت افروز تقریر سے ماخوذ ہے جو آپؓ نے لاہور کے جلسہ مصلح موعود میں ارشاد فرمائی۔ (ایڈیٹر)

حضورؓ نے فرمایا :-

"اے اہلِ لاہور! مَیں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ مَیں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بُلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت مَیں بول رہا ہوں۔ اس وقت مَیں نہیں بول رہا۔ بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دینِ اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا۔ اور رسوا کیا جائے گا۔ وہ تباہ و برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ مَیں ایک انسان ہوں۔ مَیں آج بھی مر سکتا ہوں۔ اور کل بھی مر سکتا ہوں۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ مَیں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اے محمود! مَیں اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہوں گے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا۔ مَیں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے بے شک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام کی ایک مستحکم بُنیاد قائم کرے گا۔ اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا۔ اگر دُنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آگئے تو بے شک تم سمجھ لو کہ مَیں مفتری تھا۔ لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)